

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 15 ربیعہ 1424 ہجری بروز ہجرات یوقت صبح دس بجکھ چالیس
منٹ پر زیر صدارت جناب اسپیکر الحاج جمال شاہ کا کڑ بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔
جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

مولانا عبدالستین آخوندزادہ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝ مَا لِكَ يَوْمَ الدِّينِ إِلَّا كُنْتَ نَعْبُدُ وَإِلَيْكَ
نَسْتَعِينَ ۝ إِهْدِنَا الصَّرِاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝ آمِينَ۔

ترجمہ: ہر طرح کی ستائیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام کائنات خلقت کا پرودگار ہے اور جو رحمت والا ہے
اور جس کی رحمت تمام مخلوقات کو اپنی بخششوں سے مالا مال کر رہی ہے۔ جو اس دن کا مالک ہے جس دن
کاموں کا بدلہ لوگوں کے حصے میں آئے گا (خدا یا) ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں۔ اور صرف تو ہی
ہے جس سے (اپنی ساری احتیاجوں میں) مدد مانگتے ہیں (خدا یا) ہم پر (سعادت کی سیدھی را کھول
دے وہ راہ جوان لوگوں کی راہ ہوئی جن پر تو نے انعام کیا ان کی نہیں پھٹکا رے گئے) اور نہ ان کو جو راہ
سے بھٹک گئے۔ صدق اللہ العظیم۔

جناب اسپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وقفہ سوالات

عبد الرحیم زیارت وال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب اسپیکر! سوالات کے جوابات نہیں ہیں ان کا کیا ہو گا۔
سردار محمد عظیم موسیٰ خیل: جناب والا! آپ اس بارے میں روئنگ بھی دے چکے ہیں کہ مفسٹر صاحبان
سوالات کے جواب کے پابند رہیں گے بار بار ایسے واقعات ہوتے ہیں ابھی جو سوالات یہاں پیش

ہوئے ہیں صرف گیارہ سوالات کے جوابات ہیں۔ باقی گم ہیں جناب اسپیکر! اس بات کو یقینی بنایا جائے اور ان کو پابند کیا جائے۔

جناب اسپیکر: او کے۔ او کے۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب والا! یہ سلسلہ کب تک چلے گا ہماری کوئی بات نہیں سنتا ہے نہ کوئی قانون ہے نہ کوئی قاعدہ۔ جناب! اس اسمبلی میں آنے کا فائدہ کیا ہے جب ہم اسمبلی میں آتے ہیں سوالات کرتے ہیں اسمبلی کے حوالے سے علاقے کی خوئی خدمت نہیں ہو رہی رہی ہے۔

میر جان محمد جمالی: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! تلاوت کے بعد روایت رہی ہے کہ تعزیتی قرارداد میں پیش کی جاتی ہیں۔ اور دعائیں مانگی جاتی ہیں وہ بسم اللہ کریں پھر اعظم صاحب کو فیلڈ دے دیں پھر یہ حملہ کر دے۔

جناب اسپیکر: اعظم صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میر جان محمد جمالی!

میر جان محمد جمالی: تعزیتی قرارداد۔

یہ ایوان ہمسایہ ملک جمہوریہ ایران کے تاریخی شہر بام میں حالیہ تباہ کن زلزلے میں ہزاروں شہریوں کے جاں بحق ہونے کے سلسلے میں گھرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ جاں بحق ہونے والوں کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے اور زخمیوں کو جلد از جلد صحت یاب فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب اسپیکر: حافظ صاحب آپ ذرا اٹھیں آپ کے گیارہ سوالات کے جوابات نہیں ہیں وضاحت فرمائیں کیوں؟

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): جناب اسپیکر! جوابات تو ان کا حق بتتا ہے ان کے سوالات کے جوابات ہم دیں یہ اپوزیشن کا حق ہے اصل مسئلہ یہ ہے جو انہوں نے ڈیپارٹمنٹ سے کئے ہیں وہ دسمبر میں کئے ہیں جب سوالات دیر سے پہنچتے ہیں جوابات میں بھی کچھ تاخیر ہوتی ہے۔ آپ اگر ان سوالات کو آئندہ سیشن کے لئے رکھیں تو جوابات دے دیں گے۔

جناب اسپیکر: اب آپ بتائیں کہ ان سوالات کے جوابات رکھے جائیں۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): اسی سیشن میں کسی تاریخ کے لے رکھیں میں نہیں بتا سکتا آپ فیصلہ کریں فیصلہ کرنے والا آپ ہیں۔ اسی سیشن میں رکھیں بعد ایسے سوالات بھی تمام ڈیپارٹمنٹ کو یہاں لانا پڑے گا اس کے لئے وقت درکار ہے تو کر لیں اسی سیشن میں رکھ لیں۔

جناب اسپیکر: حافظ صاحب! آپ کے جو گیارہ سوالات ہیں ان کے جوابات 27 جنوری تک دے دیں باقی سوالات کے جوابات ابھی دے دیں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ درگ ضلع موسیٰ خیل میں دیہی مرکز صحت (RHC) کیلئے کوئی بلڈنگ نہیں ہے اور نہ ہی ڈاکٹروں کی رہائش اور ایمبوالنس کا انتظام ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ درگ روول ہیلتھ سنٹر میں لیڈی ڈاکٹروں کی آسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں۔ اور لیڈی ڈاکٹرنے ہونے کی وجہ سے عوام کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے؟

(ج) اگر جزو (الف و ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اسکی وجہات کیا ہیں نیز کیا حکومت اس سلسلہ میں فوری اقدام اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے نیز اگر جواب نفی میں ہے تو وجہ بتلائی جائے؟

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): (الف) ہاں یہ درست ہے کہ درگ میں اس وقت دیہی مرکز صحت (RHC) کی کوئی بلڈنگ نہیں ہے اور یہ ہیلتھ سینٹر کی لیکنک کی عمارت میں کام کر رہا ہے۔

(ب و ج) وہاں کی انتظامیہ کے کہنے پر مکمل صحت حکومت بلوچستان نے RHC درگ کی تغیری کے لئے اپنے سالانہ ترقیاتی پروگرام 2003-04 میں اس کوششی کیا ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ کوئی ضمنی سوال ہے تو دریافت فرمائیں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب والا! قانون اور قاعدہ تو یہ ہے کہ منسٹر صاحب کو اپنا جواب پڑھنا چاہیے لیکن آپ فرمائے ہیں پڑھا ہوا سوال تصور کیا جائے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے لیکن جو اصول ہے اسے مبلى کے روں ریکولیشن ہیں سوال کو بھی یہاں پڑھنا چاہیے اور جواب کو بھی ان کی پامالی ہو رہی ہے۔

جناب اسپیکر: یہ نام کی کمی کی وجہ سے ہے آپ سپلینمنٹری دریافت کریں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب والا! ٹائم کی کیوں کمی ہے یہ خود ایک سوال ہے ہمارے پاس ٹائم کیوں نہیں ہے اسمبلی کے بعد کیا کرنا ہے ہمارا تو یہی ادارہ ہے۔ یہی جگہ ہے جہاں عوام کی خدمت کر سکیں پچھ کر سکیں عوام کی خدمت کر سکیں۔ ہمارے سوالات کے جوابات ہو جائیں جناب! آپ نے زیر و آور ہمارا ختم کر دیا ہے۔

جناب اسپیکر: سوالات کے لئے مختص ایک گھنٹہ ہے۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب والا! آپ نے خود کہا تھا کہ ہم آپ کو زیر و آور دیں گے اس میں جو کچھ کہنا چاہیں کہہ سکتے ہیں لیکن آج زیر و آور کا کوئی درک نہیں۔

جناب اسپیکر: لیکن سپلیمنٹری آپ کریں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب والا! یہ جو ہورہا ہے ہماری سپلیمنٹری کا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ یہ ٹائم کا ضیاء ہے جناب والا! ایک تو میرے سوال کا جواب گول مول ہے کوئی پتہ نہیں چلتا ہے میں نے ایمبو لینس ڈاکٹروں کی رہائش لیڈی ڈاکٹروں کی خالی آسامیوں کا پوچھا تھا اس کا جواب تک نہیں ایک ضمنی میرا یہ ہے۔ دوسرا میں نے بلڈنگ کے بارے میں دریافت کیا تھا لیکن جواب میں اس چیز کا تذکرہ بھی نہیں ہے تیسرا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ درگ میں ٹبی میں کیونکی میں عملہ نہ ہونے کی کیا وجہات ہیں؟

جناب اسپیکر: جی حافظ صاحب!

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): آپ نمبر وار ضمنی سوال کریں تاکہ میں ان کا جواب دے سکوں میرا اتنا حافظ نہیں ہے۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایمبو لینس، ڈاکٹروں کی رہائش اور لیڈی ڈاکٹروں کی خالی اسامی اس کا تذکرہ اسی میں کیوں شامل نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): جناب اسپیکر صاحب! یہ جوابات کرتے ہیں کہ وہاں لیڈی ڈاکٹر کی پوسٹ ہے لیکن لیڈی ڈاکٹرنہیں ہے دوسری بات یہ ہے کہ ایمبو لینس آپ کو پتہ ہے ہمارے صوبے کے جو وسائل ہیں اور جو صوبائی دارالحکومت کوئٹہ ہے اس میں ہمارے ہاں ایمبو لینس کی کمی ہے ہم کوشش کرتے ہیں کہ

ہمیں کہیں سے ایمبو لائسنس مل جائے، ہم سب موئی خیل کو دے دیں لیکن جب ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں پھر ہم مسائل کیسے حل کریں لیڈی ڈاکٹر ہیں نہیں، ہم کیسے کریں مصیبت یہ ہے کہ جب ہم کسی لیڈی ڈاکٹر وہاں تعینات کرتے ہیں تو وہاں نہیں جاتے ہیں سب ان کی سفارش کرتے ہیں سردار عظم نہیں تو کوئی اور کرے گا وہ کوشش کریں گے۔

جناب اسپیکر: حافظ صاحب! یہ تو کوئی جواب نہیں ہے کہ آپ پوسٹنگ کرتے ہیں اور کوئی جاتا نہیں۔

سردار محمد اعظم موئی خیل: جناب اسپیکر! جہاں تک ڈاکٹروں کی کمی کا آزیبل وزیر صاحب فرمار ہے ہیں ڈاکٹروں کی توفیق ظفر موجود پھر رہی ہے ان کو کیونہیں لگایا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: اس نے وضاحت کی کہ ہم جس کو لگاتے ہیں وہ جاتا نہیں ہے۔

سردار محمد اعظم موئی خیل: ڈاکٹر تو ہاتھ میں ڈگریاں لئے پھرتے ہیں جناب! یہاں لکھا گیا ہے کہ انتظامیہ نے بلڈنگ کی تعمیر کا آڑ رکیا ہے تو اس کی کاپی مجھے یہاں دی جائے۔

جناب اسپیکر: جی۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): کاپی تو میں ابھی نہیں دے سکتا ہوں دفتر آجائے دے دوں گا۔ جناب اسپیکر! معزز رکن توبہ اچکزی دو لنگی طبینہ کی بات کر رہے ہیں میر اعلق بھی ڈسٹرکٹ قلعہ عبداللہ سے ہے۔ توبہ اچکزی کی آبادی کا جو رویشو ہے وہ اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب عام انتخابات ہوتے ہیں۔ وہاں کی آبادی مجھے معلوم ہے کہ توبہ اچکزی اور طبینہ کراس میں کتنے گھر آباد ہیں۔ جلد گا میں کتنے لوگ رہتے ہیں دو لنگی میں کتنے لوگ رہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں توبہ اچکزی میں اتنے لوگ آباد ہے وہ موسم کے مطابق ہوتے ہیں لیکن سو میں دو فیصد ہوتا ہے۔ ہاں ووٹروں کے لحاظ سے بیس ہزار ووٹ آتے ہیں جیسے ریفرنڈم میں آیا لیکن اصل بات یہ ہے کہ وہاں آبادی ہے نہیں جو وہ چاہتے ہیں جہاں آبادی ہے وہاں (بی ایچ یو) اور رسول ڈسپنسری ہے۔

عبدالرحیم زیارت والی: وزیر موصوف کا بیان بالکل غیر منطقی نامعقولیت کی بنابر ہے کیونکہ جو چیز پاکستان میں اس وقت ریکارڈ ہے اگر آبادی وہاں نہیں ہے (بی ایچ یو) اور (آر ایچ سی) کو توبہ اچکزی طبینہ اور دو لنگی کی آبادی پورا نہیں کر رہا ہے۔ اس ایوان کے سامنے جو بھی سزاد یں گے میں قبول کرنے کے لئے تیار ہوں

لیکن اگر آپ پاپولیشن کی بات کرتے ہیں مردم شماری کی بات کرتے ہیں تو کوئی آبادی آٹھ لاکھ لکھا ہوا لیکن یہ پندرہ لاکھ سے بھی زیادہ ہے اب آٹھ لاکھ اور پندرہ لاکھ کے درمیان بڑا فرق ہے یہاں اتنا زیادہ اور ہاں اتنا کم لکھا ہوا ہے اس کے مطابق جیسا کہ وزیر صاحب کہتے ہیں کہ ریفرنڈم میں فراؤ ہوا ہے ہم تو کہتے ہیں کہ ریفرنڈم فراؤ تھا لیکن اس فراؤ کو آپ صاحبان نے سرٹیفیکیٹ دے دیا۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحبت): ہماری پشتو کی ایک مثال ہے (پشتو) توبہ اچزنی اور قلعہ عبداللہ سے میر اعلان ہے لیکن اس کی تفصیل زیارت وال صاحب دے رہے ہیں۔ جس کا تعلق ہرنائی سے ہے آبادی مجھے معلوم ہے کہ اس کی آبادی کتنی ہے چلو میں مان لیتا ہوں کہ جس طرح وہ کہہ رہے ہیں کہ بلاک ایلوکیشن لیکن ہمارے پاس بلاک ایلوکیشن میں پیسے نہیں، ہم کہاں سے انہیں دے 5-04-2004 کی بات کرتے ہیں وہ آئندہ کا مسئلہ ہے انشاء اللہ حکومت رہی تو انکا مسئلہ حل کر دیں گے۔

عبد الرحیم زیارت وال: جناب اسپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر آبادی ہے اگر میر اعلان توبہ اچزنی سے نہیں لیکن I am the member of Provincial Assembly of Balochistan میں کسی بھی حلقہ یا علاقے کے بارے میں معلومات رکھتا ہوں اگر کوئی نہیں رکھتا تو وہ اس اسیبلی کا نالائق ترین ممبر ہے۔ اگر اس کے پاس ہرنائی کے بارے میں معلومات نہیں موجود ہیں مسوی خیل یا لوار الائی کے بارے معلومات نہیں۔ ہم صرف حلقے کے ممبر نہیں بلکہ ہم صوبائی اسیبلی کے ممبر ہے اور اس بنیاد پر مجھے حق پہنچتا ہے۔ عبدالجید خان اچزنی سوال نہ کریں کہ توبہ اچزنی میں کتنی پاپولیشن ہے جلدگاہ میں کتنی پاپولیشن ہے یا پورے ضلع کی کتنی آبادی ہے کیونکہ جو صوبائی سیٹیں بڑھتی تھیں وہ بھی اسی بنیاد پر اگر معزز وزیر صاحب کو آبادی پر اعتراض تھا تو اس وقت اپنا نقطہ اعتراض پیش کرنا چاہئے تھا کہ یہاں پر آبادی نہیں جب حلقہ بن گیا جب ہم ہسپتال مانگتے ہیں BHU یا RHC اگر بلاک ایلوکیشن میں آپ کے پاس رقم ہے اور ایسے علاقوں میں دے دیتے ہیں میں اس کو چینچ کرتا ہوں کہ جو معیار آپ نے رکھا ہے وہ پورا نہیں کر رہا ہوگا اور آپ دے رہے ہیں جہاں ضرورت ہے وہاں آپ نہیں دے رہے۔

محمد نسیم خان تریالی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب اسپیکر: نسیم صاحب! آپ تشریف رکھیں اگلا سوال عبد الرحیم زیارت وال۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! اس سے پہلے والے سوال کو آپ نے ادھورا چھوڑا کیونکہ گورنمنٹ کے پاس بلاک ایلوکیشن میں رقم ہے چونکہ یہ بہت پسمندہ علاقہ ہے درخواست ہے کہ مذکورہ علاقے کا مسئلہ حل کریں۔

جناب اسپیکر: وزیر موصوف نے کہہ دیا کہ آئندہ سال اس کے لئے کچھ کر دیں گے۔
حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): بلاک ایلوکیشن میں معزز رکن بتادیں کہتنی رقم رکھی گئی ہے جبکہ آپ کہہ رہے ہیں کہ provincial کی معلومات میرے پاس ہیں۔ اگر جس کو معلومات نہ ہو وہ نالائق ہے۔
عبدالرحیم زیارتوال: اگر آپ مجھ سے ایکزکٹ فگر مانگیں اور وہ میں نہ بتاسکوں لیکن اتنا مجھے معلوم ہے کہ آپ کی گورنمنٹ نے بلاک ایلوکیشن میں BHU اور RHC کے لئے رقم رکھی ہے جبکہ آپ وزراء بلاک ایلوکیشن کی مد میں رکھی گئی رقم آپس میں تقسیم کر رہے ہیں اور ہمیں اپوزیشن والوں کو نظر انداز کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: اگلا سوال۔

☆ 357 عبدالمجید خان اچزنی: کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، رواں مالی سال کے دوران صوبہ کے مختلف اضلاع میں صحت کی مد میں کل سقدر رقم خرچ کی جارہی ہے فی کس خرچ کے حساب سے ضلع وار تفصیل دی جائے نیز یہ بھی بتایا جائے کہ رقم آبادی کی شرح یار قبی کی بنیاد پر دی جاتی ہے، تفصیل دی جائے؟

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): اس ضمن میں موجودہ نظام کے تحت ملکہ مالیات رخزانہ از خود برآ راست تمام ضلعی حکومتوں کا بجٹ متعلقہ ڈی اسی اوکو بھجوටا ہے اور ضلعی حکومت اپنی ضروریات کے مطابق صحت کی مد میں بجٹ یو نین کو نسل کے ذریعے علاقے کی ضرورت کے حساب سے تقسیم کرتی ہے۔ لہذا مزید تفصیل ضلعی حکومتوں سے معلوم کی جاسکتی ہے۔

جناب اسپیکر: کوئی ختمی سوال۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! یہاں جو جواب لکھا گیا ہے کہ اس ضمن میں موجودہ نظام کے تحت ملکہ مالیات از خود برآ راست تمام ضلعی حکومتوں کا بجٹ DCOs کو بھجواتے ہیں۔ اور ضلعی حکومت اپنی

ضروریات کی مطابق صحت کی مدد میں بحث یونین کنسل کے ذریعے علاقے کی ضروریات کے حساب سے تقسیم کرتی ہے۔ لہذا امریکہ تفصیل ضلعی حکومتوں سے معلوم کی جاسکتی ہے۔ جناب اپیکر! ضلعی حکومتوں سے کون معلوم کریں؟

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): پونٹ آف آرڈر بلک الیکشن میں جتنی رقم رکھی جاتی ہے اس کا مقصد یہ نہیں کہ وہ ایک پی اے پر بانٹا جائیں یا وزراء پر۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ حکومت کے پاس وسائل مہیا ہو جہاں وہ ضروری سمجھتی ہے میں ایسے علاقے ہیں جہاں واٹر سپلائی یا ڈسپینسری کی اشد ضرورت ہوتی ہے وہاں یہ رقم خرچ کی جاتی ہے۔

عبدالرحیم زیارت وال: جناب اپیکر! شاہ صاحب درست فرمار ہے ہیں میں بھی ضرورت کی بنیاد پر بات کر رہا تھا۔

جناب اپیکر: رحیم صاحب آپ 357 کے متعلق ضمنی پوچھیں۔

عبدالرحیم زیارت وال: جناب اپیکر! یہاں لکھا ہوا ہے کہ مزید معلومات کے لئے ضلعی حکومت سے معلومات حاصل کیجا سکتی ہیں۔ میں ضلعی حکومت سے نہیں پوچھ سکتا ہمارے وزیر صاحب یا صوبائی حکومت ان سے پوچھ سکتی ہے کیونکہ ضلعی حکومت بھی ہمارے صوبے کے تابع ہے اور اس ایوان کے تابع ہے ضلعی حکومت سے جواب طلب کرنا صوبائی حکومت کا کام ہے۔

جناب اپیکر: جی حافظ صاحب!

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): جناب اپیکر! یہ جو نیا ضلعی نظام رائج ہوا ہے اور جس کے تحت انہوں نے انتخابات میں حصہ لیا۔ جب انتخابات میں حصہ لے سکتے ہیں اور پوچھ نہیں سکتے عجیب بات ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر وہ معلومات چاہتے ہیں تو میرے چیمبر میں آجائے میں ان کو تمام معلومات فراہم کروں گا۔

عبدالرحیم زیارت وال: میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس ملک کے اقتدار پر عوام کے اقتدار پر قبضہ ہوا ہے اور جن لوگوں نے اقتدار پر قبضہ کیا اور جن لوگوں نے یہاں انتخابات کرنے کا اعلان کیا، ہم سیاسی جماعت کی حیثیت سے انتخابات میں حصہ لیا اگر یہ جرم ہم نے کیا ہے۔ دوسری بات یہ کہ ہم کہتے ہیں کہ

تمام ضلعی حکومتیں ہماری صوبائی حکومت کے اندر ہیں اور وہ اس ایوان کو جواب دہ ہیں۔ اگر وزیر موصوف صاحب اپنی جان چھوڑ دانا چاہتے ہیں تو غلط کر رہے ہیں یہ بر بادی کا راستہ ہے۔

جان محمد بلیدی: ^{ضمنی} سوال یہ ہے کہ یہاں جو کہا گیا ہے کہ خزانہ کی طرف سے براہ راست ڈی سی او ز کو فنڈ جاری ہوا ہے اب صورتحال یہ ہے سر! ضلعوں میں، پنجور میں تنخوا ہوں کے لئے پیسے نہیں اور تربت میں وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کے دورے کے دوران یہ کہا گیا کہ تین کروڑ کی ادویات یہاں خریدی جاتی تھیں جب ضلع کے پاس ایک روپیہ نہیں ہے یہاں ہم وزیر موصوف سے پوچھتے ہیں جس ضلع میں ایک روپیہ نہیں ہے ادویات کے لئے اس سلسلے میں ڈیپارٹمنٹ کیا کر رہا ہے۔

جناب اسپیکر: OK جی۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): جناب اسپیکر! یہ تو آپ کو معلوم ہے یہ جواب میرے خیال میں مجھ سے احسان شاہ اچھی طرح دے سکتے ہیں لیکن اتنا میں ضرور بتاؤں وزیر موصوف کیا دے سکتے ہیں ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ہم جو کچھ دیتے ہیں وہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے کہ ہم دے دیں ذمہ داری ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی ہے نئے نظام کے تحت اگر ہم دیتے ہیں تو ایک اضافی چیز ہوگی جو ہم ان کو دیں گے لیکن ذمہ داری نہیں ہے میری، نئے نظام کے تحت یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا کام ہے جب فنڈ نہیں ملا ہے کم ہے تو احسان شاہ صاحب جواب دے سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: OK جی شاہ صاحب!

عبد الرحیم زیارت والی: اختیارات کا منبع یہ صوبائی اسمبلی اور اس کے تحت یعنی وجود میں آنے والی ہماری یہ گورنمنٹ ہے ضلعی حکومت نہیں ہے جناب اسپیکر! یہ بہم ختم ہونی چاہیے اور ضلعی حکومت پابند ہو اس گورنمنٹ کا اور اسپیشلی یہ جو ہمارا ایوان ہے اس کا، اسکے جواب دے ہو اور وہ جواب ہمارے منستر صاحبان ہی ان سے لیں گے۔

جناب اسپیکر: OK جی شاہ صاحب!

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب والا! اس نئے نظام کے تحت صوبوں کے عجتنے محاصل ہو گئے ان کا ایک حصہ ضلعی حکومتوں کو جائے گا اور جز لیل ٹکیں جو ہے وہ ڈائریکٹ صوبہ اپنے پاس نہیں رکھ سکتا ہے

اور وہ وسائل جتنے مرکز سے صوبے کو آئیں گے وہ ڈائریکٹ تحصیل کو اور یونیورسٹی نسل کو ترانسفر ہونگے اب یہ تو ایک اصول کی بات آگئی لیکن جانب والا! جہاں ڈولپمنٹ کی اور ان کی بات ہے تو بدقسمتی یہ ہے کہ صوبے میں گزشتہ کئی عرصے سے ودڑا اور یہ جو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بنانے کا ایک concept تھا وہ یہ تھا کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ generate کر گی لیکن ہمارے ڈسٹرکٹوں میں یہ حالت ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اپنی تجویزیں بھی نہیں دے سکتی ڈولپمنٹ تو دور کی بات ہے لیکن جہاں جہاں ڈسٹرکٹوں کا ہمیں علم ہوا کہ وہاں تجویزیں کم ہیں ادویات کے پیسے نہیں ہیں دوسرا ضروری مسائل ہیں وہاں پر صوبائی حکومت نے اپنے سے ان کو وسائل مہیا کیتے ہیں اور اگر کوئی ایسا ڈسٹرکٹ ہے جہاں پر شدید قلت ہے ضرورت ہے تو میں یہ کہوں گا کہ جناب! وہ ہمارے پاس آئیں جتنے ہمارے وسائل ہونگے ہم ان کے اندر رہتے ہوئے ان کی مدد کریں گے۔

جناب اسپیکر: آپ چارکھڑے ہیں آپ ذرا تشریف رکھیں، جی سردار صاحب! جی چکول صاحب!

چکول علی ایڈووکیٹ: پلکلینشن میں منسٹر فائز کو کروں کہ یہ جو devolution plan تھا اس میں یہ نئے کہ ڈسٹرکٹ خود اپنی انکم generate کریں ریونیوالبتہ یہ تو شروع ہی سے ہر ایک علاقے میں جتنے وسائل ہیں انہیں وہ ریسورسز کو کیا کر لیں اس میں سر اجو سو فیصد اختیارات تھے ان میں سے 32 فیصد جو صوبوں کے تھے 31 فیصد انہوں نے devolute کر دیے ضلعوں کو ابھی صوبوں کو یہ صلاحیت نہیں ہے کہ وہاں جو وفاق نے 68 فیصد اختیارات ارتکاز کیا ہے یہ ان سے چھین لیں ابھی صوبے کے پاس آئیں مخفی ایک فیصد ہے باقی 32 فیصد دے دیے ہیں ضلعوں کو یہ ابھی کیا کر رہے ہیں وہ کہتے ہیں ہمارے بلوجی میں ۔۔۔۔۔ کیا یہ کوٹلی حکومتیں ہیں ان پر بُس یہ شیر ہیں کہنے کا مطلب یہ ہے کہ صوبائی حکومت چاہیے کہ جو مسئلہ ہے وفاق میں وہ وفاقی اور صوبائی اختیارات میں جو مالیاتی اس کی تقسیم پر ہے فیڈرل گورنمنٹ نے صوبوں سے اختیارات ضلعوں کو دے دیے لیکن وہاں جو 68 فیصد اس کے پاس ہیں مہربانی کریں آپ لوگ اس 68 فیصد کو لے لیں صوبوں کے حوالے اور یہ کہنا میرے موصوف منسٹر صاحب کا میں کہتا ہوں کہ وہ Mislead نہ کریں اسمبلی کو مہربانی۔

جناب اسپیکر: OK رحیم صاحب! اب کافی ہو گیا اس کیوچھ کے بارے میں، جی۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب اپیکر! جو قائد حزب اختلاف فرم اچکے ہیں اس سے کوئی زیادہ اختلاف نہیں مجھے لیکن یہ کہنا کہ میں نے ہاؤس کو Mislead کیا ہے میں سمجھتا ہوں یہ زیادتی کر رہے ہیں اور دوسری بات جناب والا! جو وہ کہہ رہے ہیں کہ 68 فیصد مرکز کے پاس 32 صوبوں کے پاس وہ شاید این ایف سی کے حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں اس پر جناب والا! بلوچستان واحد صوبہ تھا جو ہم نے written میں لکھ کر ان کو دے دیا کہ جناب والا! یہ ہونا چاہیے اور پیر امیر جو اس وقت صرف پاپولیشن ہے اس کے ساتھ اور چیزیں بھی ڈالنی چاہتیں یہ تو واضح استینڈ ہے ہمارا جہاں تک بات ہے وسائل کی اس وقت صوبے کے اپنے پاس وسائل نہیں ہے تو ہم یہ کہیں کہ جی اضلاع کو ہم اتنے وسائل دینگے تو۔۔۔۔۔

جناب اپیکر: OK رحیم صاحب! ایک سپلیمنٹری بس، جان محمد صاحب آپ بغیر پوچھے بات نہ کریں آپ ذرا تشریف رکھیں، او کے اکیل سپلیمنٹری رحیم صاحب سن لیں۔ سردار صاحب بس اس سوال کے بارے میں چلیں او کے جی۔

عبدالرحیم زیارت وال: یہ جو ہماری ضلعی حکومتیں ہیں یہ ہماری صوبائی حکومت کے پابند ہیں۔ اگر یہ پابند ہیں تو اسمبلی میں سوال کا جواب ٹھیک طریقے سے آنا چاہیے اس سوال کا جواب یہاں غلط دیا گیا ہے اور یہ ہم سب کے لئے نقصان دہ ہے۔ اس بنیاد پر نہیں کہہ رہا ہوں وہ اس لئے کہ ڈی سی او کے پاس میں نہیں جا ہوں گا اسمبلی کے ممبران نہیں جائیں گے ہم اگر جواب مانگیں گے تو اپنے منستر صاحب جان سے مانگیں گے اور منستر صاحب جان کو پابند کریں گے ان سے جواب لیں گے کہ انہوں نے کیا کیا ہے۔

جناب اپیکر: او کے حافظ صاحب نوٹ کیا آپ نے۔ جناب عبدالجید صاحب اگلے سوال نمبر پکاریں۔

عبدالرحیم زیارت وال: on his behalf سوال نمبر 358۔

☆ 358 عبدالجید خان اچکزئی: کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے صوبہ میں ٹی بی کے مریضوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس وقت صوبہ میں ٹی بی سے متاثرین کی تعداد کس قدر ہے؟ ضلع وار تفصیل دی جائے۔ نیز ٹی بی میں بتلا ایک مریض پر خرچ کی شرح بھی بتلائی جائے

اور حکومت اس کے مدارک کیلئے کیا اقتدارات اٹھا رہی ہے؟ تفصیل دی جائے۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): اس وقت ترقی پذیر ممالک میں ٹبی کی صورتحال سیگنی ہے جس کی وجہ سے عالمی ادارہ صحت (WHO) کی توجہ اس کی روک تھام کے لئے 1994 سے مرکوز ہے جہاں تک صوبہ بلوچستان کا تعلق ہے یہاں عالمی ادارہ صحت کے قواعد و اصولوں یعنی (DOTS) کے تحت ٹبی پر قابو پانے کا سلسلہ 1998 سے شروع کیا گیا ہے جس کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہو رہے ہیں اور اس وقت بھی حکومت وقت کی تمام تر توجہ اس جانب مرکوز ہے تاکہ ٹبی کے مرض پر موجودہ وسائل سے قابو پایا جاسکے۔

اس وقت ٹبی کے رجسٹرڈ مریضوں کی تعداد ضلع وار حیثیت سے درج ذیل ہے:-

ضلع کا نام	2002	2003 (پہلے چھ ماہ تک)
قلعہ سیف اللہ	24	21
لبیلہ	35	26
اور الائی	418	221
قلعہ عبداللہ	188	89
سبی	59	54
ژوب	274	260
کچھی	89	25
نصیر آباد	86	40
پشین	78	51
مستونگ	39	18
جعفر آباد	52	32
ڈیرہ گٹھی	12	10

82	125	خضدار
28	49	خاران
60	88	چاغی
60	88	ڈیرہ بگٹی
43	68	کچ
8	19	پنجبور
80	3	کوئٹہ
1148	1706	ٹوٹل

اوسطاً بی کے فی مریض کے مکمل علاج پر انداز 4000 روپیہ خرچ آتا ہے جس میں لیبارٹری معاشرات اور دویات شامل ہیں۔

بی صوبائی حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے۔ لہذا اس پر قابو پانے کیلئے حکومت نے ٹھوس اقدامات کئے ہیں اور کر رہی ہے۔ جدول ذیل ہے:-

1۔ اس وقت تک 23 اضلاع میں DOTS پنی سامنے یا کسی کی نگرانی میں روزانہ بی کی دوائی کھلانے کا طریقہ علاج رائج کیا جا چکا ہے۔ جو تین اضلاع رہ گئے ہیں (موسی خیل، کوہلو، بارکھان) ان تک 2003 کے آخر تک وسعت دے دی جائیگی۔

2۔ اب تک 55 مراکز تشخیص برائے معاشرہ بلغم کا مختلف اضلاع میں قیام عمل میں آچکا ہے کیونکہ بی کی تشخیص میں معاشرہ بلغم سب سے اہم عصر کا حامل ہے۔

3۔ صوبائی بی کنٹرول پروگرام نے دویات لیبارٹری کے سامان اور ریکارڈنگ رپورٹنگ فارمز کی ضروریات کا افراز خیرہ کیا ہوا ہے جو کہ با قاعدگی کے ساتھ ہر ہر ضلع کو اس کی ضروریات کے مطابق ترسیل کی جاتی ہے۔

4۔ بی کے ہر جڑ ڈمریض کو دویات کا مکمل کورس اور لیبارٹری کی سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہے۔

- 5۔ ادویات کو مریض کے قریب ترین مرکز صحت پر رکھا جاتا ہے۔ تاکہ مریض کو دشواری نہ ہو۔ اور علاج میں خلل واقع نہ ہو۔
- 6۔ اس وقت تک صحت کے مختلف کیڈر کے افراد کو DOTS کی ٹریننگ دی جا چکی ہے۔ جو درجہ ذیل ہیں:-

454	ڈاکٹر
652	پیرامیدیکل شاف
154	لیبارٹری ٹینکنیشن
1000	لیڈی ہیلتھ و کرز

7۔ ہر جڑڑ مریض کی پہلے دن سے آخری دن تک نگرانی کی جاتی ہے تاکہ وہ مکمل صحت یاب ہو کر کار آمد شہری بن سکے بصورت دیگروہ ٹبی کی اس قسم کو پھیلاتا ہے جس کو قابو میں لانا نہایت مشکل ہے (یعنی مرجوہ ادویات کے خلاف مراجحت پیدا ہو جاتی ہے)

8۔ فاطمہ جناح ٹبی سینوریم کی لیبارٹری کو اپ گریڈ کر کے ریفل لیبارٹری بنایا جا رہا ہے اسے جدید ترین سہولتوں سے آراستہ کیا جا رہا ہے۔ تاکہ لیبارٹری کی سہولیات کو مربوط کیا جاسکے۔ لیبارٹری ٹینکنیشن کو ٹریننگ کی جدید تر سہولیات میسر آ سکیں گی ضلعوں سے حاصل شدہ نتائج کا تلقیدی جائزہ لیا جاسکے اور بہتری کیلئے ماہر انہ رائے دی جاسکے۔

9۔ صوبائی ٹبی کنٹرول پروگرام کو بیشنٹل ٹبی کنٹرول پر گرام، عالمی ادارہ صحت اور ولڈ بینک کی بھی مکمل معاونت حاصل ہے جس میں ٹینکنیکل سپورٹ اور ادویات کی فراہمی شامل ہے۔ جو قابل ستائش ہے۔

جناب اسپیکر: رحیم صاحب! اگر سپلیمنٹری نہیں ہے تو مہربانی ہو گی۔

عبدالرحیم زیارت وال: سپلیمنٹری جناب کیسے نہیں ہے قلعہ سیف اللہ میں ستائیں ٹبی کے مریض ہیں اس سے آپ اندازہ کریں قلعہ سیف اللہ سارے ٹبی کے مریض ہیں اور پورے صوبے میں دو ہزار انہوں نے گنوائے ہیں جناب اسپیکر! ہمیں اپنے علاقوں کا پتہ ہے شکل سے دیکھ کر انسان کو پتہ چل جاتا ہے کہ

قلعہ سیف اللہ بازار میں دن کوئی بی کے کتنے مریض پھرتے ہیں تو اس میں جناب اپیکر! یہ ہے کہ جو انہوں نے بتائی ہے یاٹی بی کا جو پروگرام ہے اس میں جو التواء ہے اس کو اسپیڈی بانا چاہیے اور یہ جو فگر انہوں نے دیا ہے جس نے بھی دیا ہے یہ ٹولٹی غلط ہے اور اس پر کوئی بھی انحصار نہیں کر سکتا میں اس کو ٹولٹی رتیجک کرتا ہوں اب ژوب میں 274 آپ کو پتہ ہے میرے گھر میں خواتین ٹی بی ہیں ایک ایک گھر میں 274 کلیوں کو تو چھوڑیں شہر کو چھوڑیں۔

جناب اپیکر: یہ میرے خیال میں وہ تعداد ہے جنہوں نے وہاں پر اپروج کیا ہے یا جن کی رپورٹ پہنچ چکی ہے۔

عبد الرحیم زیارت وال: جناب اپیکر! یہی تو مسئلہ ہے یہ ہمارے ڈیپارٹمنٹس کا جو کام نہیں ہوا ہے وہ یہ ہے ابھی آپ کسی این جی اوز سے پوچھ لیں گے وہ ژوب کی ٹی بی کے مریضوں کی صحیح تعداد آپ کو بتاسکیں گے ہماری صوبائی حکومت اور ان کے محلہ جات ان کو کسی بھی چیز کا علم نہیں ہے یہ میرا کیوں سچن ہے اور اس پر ٹھیک طریقے سے۔۔۔۔۔

جناب اپیکر: جی حافظ صاحب! حافظ صاحب واقعی جو آپ نے فیکر دیا ہوا ہے۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): آپ تو میری بات سنیں آپ نے ان کی بات سن کر یقین کیا۔

جناب اپیکر: جو فیکر آپ نے دیئے ہیں اس سے آپ مطمئن ہیں۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): میں بالکل مطمئن ہوں۔

جناب اپیکر: بالکل اتنا ہی ہے۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): آپ ذرا اس کا روشنودیکھیں یہ پہلے تھا 1706 ابھی یہ روشنکم ہو کر 1148 پر آیا ہے یہ ہیلٹھ ڈیپارٹمنٹ کا کردار اور کارنامہ ہے ابھی وہ کہتے ہیں کہ اتنا ہے پتہ نہیں اس کو فیکر کہاں سے ملا ہے آپ ایک ایسے ادارے کا فیکر لا کے فلور کے سامنے رکھیں کہ وہ رجسٹرڈ شدہ ایک ادارہ ہو۔

عبد الرحیم زیارت وال: جناب اپیکر! میں اگر دوسرا بات نہ کھوں صرف اتنی گزارش آپ کے سامنے ضرور کروں گا کہ یہ جو تعداد انہوں نے بتائی ہے مختلف اضلاع میں یہ ایک ایک کلی میں ٹی بی کے ہمارے اتنے مریض ہیں یہ بات کوئی مانیں یا نہ مانیں اب انہوں نے کیا ہے جس طریقے سے بھی کیا ہے یہ ٹھیک نہیں

ہے جناب اسپیکر! صوبے سے صرف میر اعلق نہیں ہے بلکہ ہم سب کا تعلق اس صوبے سے ہے اور پتہ بھی ہے رات ان کی کھانسی کی وجہ سے پورا خاندان سوہنی نہیں سکتا۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! کوہلو، بارکھان اور ضلع موسیٰ خیل میں ٹی بی کا کوئی مریض نہیں ہے کمال کی بات ہے کمال ہے اس ڈیپارٹمنٹ کی معلومات کا اللہ کا بڑا احسان ہے کچھ بھی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: او کے جی۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): جناب اسپیکر صاحب! زیارتوال فرماتے ہیں کہ یہ بالکل ٹھیک نہیں تو ٹھیک نہیں درست نہیں ہے اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: no حافظ صاحب! آپ فیگر آپ نے دیا ہے یا جو زیارتوال صاحب کا ہے میرے اندازے کے مطابق زیارتوال صاحب جو کہہ رہے ہیں وہ بھی صحیح نہیں ہو گا اور جو یہاں پر ہیں شاید آپ پھر ڈیپارٹمنٹ سے رجوع کریں۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): نہیں میں نے پہلے آپ کو کہا کہ زیارتوال صاحب فیگر لاائیں کہ میرا فیگر ہے۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! ایک ضروری سپلیمنٹری ہے اسی ہیلٹھ کے معاملے سے پندرہ سال کے بعد میرے حلقة میں ڈی ایچ امنظور ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں ابھی یہ اس سوال کے مطابق نہیں ہے۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب! میں گزارش کر رہا ہوں آپ ذرا سینیں پھر بیشک اس کو مسٹر دکریں۔

جناب اسپیکر: ہاں مختصر جی۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: مختصر یقیناً پندرہ سال کے بعد ایک ڈی ایچ امنظور ہوا اور پی ڈبلیو پی میں بھی اس کی منظوری ہوئی ٹینڈر بھی چھ تاریخ کو ہو گئے لیکن قائد ایوان صاحب نے آرڈر کئے ہیں کہ اس کو فنڈ نہیں دیا جائے نوتاریخ کے اس کے آرڈر ہیں اس کی کیا وجوہات ہو سکتی ہیں اس کے کیا اسباب ہیں جناب اسپیکر صاحب! جب ٹینڈر ہوا اسکیم بھی منظور ہو گئی ہے سب کچھ مکمل ہے لیکن قائد ایوان صاحب فرماتے ہیں کہ یہ فنڈ نہیں دیں۔

جناب اپیکر: آپ fresh question لے آئیں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: کیونکہ ہمیتھے کے حوالے سے معاملات زیر بحث ہیں ہمیتھے کے حوالے سے میں کر سکتا ہوں جناب اپیکر صاحب!

جناب اپیکر: نہیں آپ اس question کے متعلق سپلائمنٹری لے آئیں بس۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: اچھا سپلائمنٹری یہ ہے کہ کوہلو، بارکھان اور موسیٰ خیل میں ٹی بی کے مریض کیوں نہیں ہیں یہ میرا question ہے۔

جناب اپیکر: رحیم صاحب جو ہمارے سردار صاحب فرمائے ہیں یعنی یہ تو خدا سے پوچھنا چاہیے کہ کیوں موسیٰ خیل میں یہ بیماری نہیں ہے Ok جی next question پکاریں۔

☆☆☆ 359 عبد الجید خان اچکزئی: کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائے گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1994 میں زیمل ضلع قلعہ عبداللہ میں ایک ٹی بی سینٹر قائم کیا گیا تھا؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ سینٹر اب فنکشنل ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ سینٹر بیسک ہمیتھے یونٹ میں تبدیل نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ سینٹر ایک BHU کے لئے ضروری تمام عوامل کا حامل ہے اگر جواب نفی میں ہے تو وجہ بتائی جائے؟

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): (الف و ب) یہ درست ہے کہ سال 1994 میں زیمل ضلع قلعہ عبداللہ میں ایک ٹی بی سینٹر قائم کیا گیا ہے۔ ملکہ صحت نے ای ڈی او (صحت) کو ہدایت جاری کی ہے کہ اس ٹی بی سینٹر زیمل کو بیسک ہمیتھے یونٹ کے ساتھ مسلک کیا جائے۔

عبد الرحیم زیارتولی: جناب اپیکر صاحب! جواب میں انہوں نے لکھا ہے کہ یہ درست ہے کہ سال 1994 میں زیمل ضلع قلعہ عبداللہ میں ایک ٹی بی سینٹر قائم کیا گیا ہے۔ ملکہ صحت نے اے ڈی او صاحب کو ہدایت جاری کی کہ اس ٹی بی سینٹر زیمل کو بیسک ہمیتھے یونٹ کے ساتھ مسلک کیا جائے میرا Question یہ ہے جناب اپیکر! اس کو بیسک ہمیتھے یونٹ بنایا جائے کیونکہ پورے علاقے میں ہمپتوں نہیں ہے اور یہ کام بھی اس سے لیا جائے بلکہ اس کو بیسک ہمیتھے یونٹ میں تبدیل کیا جائے۔

جناب اپیکر: آپ کی تجویز ہے جی حافظ صاحب!

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): یہ ایک ٹینکنگ مسئلہ ہے پوچھ لوں گا اگر ہو سکتا تھا تو ٹھیک ہے اس سے میں اتفاق کروں گا۔

جناب اسپیکر: جی رحیم صاحب next question نمبر پاکاریں۔

☆ عبدالجید خان اچکزئی: کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بالخصوص پشتوں علاقوں میں یقان یا پشاور کا مرض تیزی سے پھیل رہا ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس مرض سے بچاؤ کیلئے پیلسینیشن پروگرام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ مارکیٹ میں موجودہ ویکسین غریب عوام کی قوت خرید سے باہر ہے۔ نیزاب تک مذکورہ مرض کا پیلسینیشن پروگرام شروع نہ کرنے کی وجہات بھی بتائی جائے؟

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): یہ درست نہیں کہ یہ مرض صرف پشتوں علاقوں میں زیادہ پھیل رہا ہے بلکہ پورے پاکستان میں خاص کر غریب علاقوں میں زیادہ پھیل رہا ہے۔

حکومت پاکستان نے اس مرض کے بڑھتے ہوئے رمحان کو منظر رکھتے ہوئے حفاظتی ٹیکوں کے پروگرام کا حصہ بنالیا ہے۔ اور اس پروگرام کے تحت ہر اس بچے کو تین ٹیکوں کا کورس کرایا جائے گا جس کی عمر ایک سال یا اس سے کم ہو یہاں یہ بات کہنا ضرور مناسب ہو گا کہ ہر شخص کو مرض کی ویکسین لگانا نہ تو فائدہ مند ہے اور نہ ہی معاشی طور پر قابل قبول ہے اس کا واحد علاج رپرہیز حفاظتی مداری ہیں جو کہ آپ تمام لوگوں کو معلوم ہے۔

عبدالرحیم زیارت وال: جناب اسپیکر! اس میں میرا سوال یہ ہے کہ جو حفاظتی ٹیکے ہیں اس میں انہوں نکھا ہے کہ معاشی طور پر ہمیں ممکن نہیں ہے کہ ہم یہ ٹیکے لوگوں کو لگوائیں اور حفاظتی مداری کے طور تو یہ ذرا تائیں پہلے انہوں نے لکھا ہے اس کو حفاظتی ٹیکوں کے پروگرام کا حصہ بنالیا ہے اور اس پروگرام کے تحت ہر اس بچے کو تین ٹیکوں کا کورس کرایا جائے گا جس کی عمر ایک سال یا اس سے کم ہو یہاں یہ کہنا ضرور مناسب ہو گا کہ ہر شخص کو مرض کی ویکسین لگانا نہ تو فائدہ مند ہے اور نہ ہی معاشی طور پر قابل قبول ہے اس کا واحد علاج رپرہیز حفاظتی مداری ہیں جو کہ آپ تمام لوگوں کو معلوم ہوتا تو یہ بیماری ہوتی ہی

نہیں۔ جناب اسپیکر! اس میں وزیر موصوف صاحب کیا کہتے ہیں اس پر میں گزارش یہ کرتا ہوں میرا سوال یہ ہے کہ اس پر کام ہونا چاہیے اور اگر یہ ہدایات بھی ہوں کہ preventive قسم کی تدابیر اگر اختیار کرنی چاہئیں تو اس کے لئے بھی کم سے کم کوئی پروگرام ہو کہ کن کن چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے اور اس کے لئے کیا تدابیر اختیار کر سکتے ہیں اور ویسین لگانے کے لئے foreign کمپنیاں اس میں ایڈ بھی دیتی ہیں۔

جناب اسپیکر: Ok جی حافظ صاحب!

حافظ محمد اللہ (وزیر صحبت): ٹھیک ہے ہونی چاہیے۔

جناب اسپیکر: Ok جناب چکول علی صاحب اپنا سوال نمبر پاکاریں۔

386☆ چکول علی ایڈ ووکیٹ: کیا وزیر صحبت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ اسمبلی اجلاس میں وزیر متعلقہ نے یقین دہانی کرائی تھی کہ برخاست شدہ ڈاکٹروں کے کیس پر نظر ثانی کی جائی گی؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ملکہ متعلقہ نے اب تک مذکورہ ڈاکٹروں کے کیس پر کوئی کارروائی کی ہے اگر نہیں تو وجہ بتائی جائے؟

حافظ محمد اللہ (وزیر صحبت): (الف و ب) یہ درست ہے کہ گزشتہ اسمبلی میں وزیر موصوف نے یقین دہانی کرائی تھی کہ برخاست شدہ چھ ڈاکٹروں کے کیس پر نظر ثانی کی جائے گی۔ مگر برخاست شدہ ڈاکٹروں نے سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیل دائر کی ہے لہذا عدالت عظمی کے فیصلے تک ملکہ نہ اس بارے میں کسی قسم کی نظر ثانی یا مزید کارروائی سے قاصر ہے۔

چکول علی ایڈ ووکیٹ: جناب اسپیکر! وزیر موصوف نے اسمبلی کے فلور پر ہمیں یقین دہانی کرائی تھی یہ جو ہمارے چھ ڈاکٹر سارے سرجن ہیں اور انہوں نے بلوجٹان کی خدمت کی ہے اور ان کی اس حد تک پہنچنے میں بہت سی رقم بھی خرچ ہوئی ہے کیونکہ ہمارے پاس resources ڈولپمنٹ نہ ہونے کے برابر اور منسٹر موصوف نے یہ کہا تھا کہ ان لوگوں کے لئے ہم ضرور کچھ کر ہیں گے تاکہ یہ بلوجٹان کی خدمت کر لیں جناب! انہوں نے ایک ہم لوگ قانونی زبان میں کہتے ہیں کہ یہ معاملہ سپریم کورٹ میں زیر

سما رعت ہے حالانکہ سول مقدمہ ہو یا کہ فوجداری جب سرکاریا کہ criminal معاملہ میں جس کا آدمی قتل کیا گیا ہوا گروہ کہیں کہ مجھے کوئی مقدمہ نہیں تو میں کہتا ہوں کہ سپریم کورٹ اس پر کوئی قدغن نہیں لگادیتا ہے میں کہتا ہوں کہ جوان کی دلیل نہیں ہے انگریزی میں کہتے their are as will حوالے سے اتنے نہ تھے انہوں نے کس طرح انہیں نکال دیا اور یہ جو اچھے لوگ ہیں لوگوں کی خدمت کی ہیں talanted لوگ ہیں اس سلسلے میں میں کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کو چاہیے کہ ان کے لئے کوئی نہ کوئی طریقہ نکالیں تاکہ ان کی جو خدمات ہیں ان سے بلوچستان کے عوام استفادہ حاصل کر سکیں۔

جناب اسپیکر: جی حافظ صاحب!

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): میں قائد حزب اختلاف کے ناجی میں یہ لاوں یہ ہے قائد حزب اختلاف ہمارے محترم قابل قدر لیکن یہ بول چکے ہیں کہ قائد حزب اختلاف کے ساتھ ساتھ ایک قانون دان بھی ہے اس لئے میں نے قانون کی زبان میں جواب دیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ سپریم کورٹ میں سلسلہ چل رہا ہے یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے میں نے فلور پر پہلے بھی بتایا تھا جو مجھ سے ممکن ہو سکے وہ میں کروں گا جب کورٹ میں all ایک چیز چل رہی ہے ان کا فیصلہ نہیں آیا ہے ہاں یا نہیں میں اس وقت تک کچھ بھی نہیں کر سکتا۔

جناب اسپیکر: جی!

چکول علی ایڈ ووکیٹ: یہاں جو بڑے بڑے اصلاح جوانہوں نے withdraw کئے ہیں یہ گورنمنٹ اگر اس کیس کو withdraw کریں میں کہتا ہوں سپریم کورٹ میں یہاں کوئی حرج نہیں جناب والا ہم یہ کہتے ہیں کہ اس سلسلے میں جو حکومت وقت ہے ہمارے منظر صاحب اس سلسلے میں میں کہتا ہوں stand لیں حکومت کو کہیں کا بینہ کو کہیں یہی ہماری ایم ایم اے نے کہا تھا کہ جونیب اور ریب کو ہم مانتے ہیں نہیں ہیں یہ اتنے تحت خاص کر بلوچستان پر جو نزلہ گرا تھا ہمارے اچھے لوگ اس وقت زندان میں ہیں انہیں بے روزگار کر دیا گیا تھا میں کہتا ہوں کہ وہ دن نزدیک ہے کہ پھر ہم لوگ ووٹ مانگنے کے لئے ان کے پاس جائیں گے اس سلسلے میں آپ لوگوں نے کوئی اسٹینڈ نہیں لیا ہے نہ کا بینہ میں آپ لوگوں نے اس پوائنٹ کو اٹھایا ہے نہ آپ لوگوں نے سی ایم صاحب کو مجبور کیا ہے حالانکہ یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ پی ایم

بھی ہم لوگوں کا ہے اگر آپ لوگ اس پر میں کہتا ہوں کہ اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے اسٹینڈ لیتے نہ کچھ ہوتا جناب! اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ سپریم کورٹ میں کوئی مقدمہ زیر سماعت ہوا گر کوئی آدمی اس کو راضی بازی کر لیں یا وہ کہتا کہ میں اپنا کیس واپس لے لوں گا کوئی سر حرج نہیں۔

جناب اپسیکر: Ok حافظ صاحب!

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): ٹھیک ہے میں نے ان کو پہلے بھی کہا کہ میں کوشش کروں گا جو ممکن ہو۔

جناب اپسیکر: Ok جناب کچکول علی صاحب اپنا اوسوال نمبر پکاریں۔

کچکول علی ایڈو وکیٹ: جناب repetition مجھے زیب نہیں دیتا ہے میں یہ کہتا ہوں کہ پھر ہمیں اسمبلی میں بتادیں کہ اس نے کیا کیا ہے last میں جو 27 میں جو اس کا دوسرا question ہے یہ دوسرے session میں یہ ہمارے سب کے مفادات ہیں ہمارے اچھے لوگ اس وقت ایسے معصوم لوگ جو انہوں نے خدمت کی ہیں انہوں نے good fath پر یہ سڑپیکیٹ دیئے ہیں جناب والا! اور میں نے اور آپ نے انہیں ایسا چھوڑ دیا ہے۔

جناب اپسیکر: جی next question

کچکول علی ایڈو وکیٹ: جناب! ایک request میں نے آپ کے توسط سے کی تھی کہ اگر ہمیں منظر موصوف صاحب یہ کہے کہ میں کیا کرلوں گا اسمبلی کو بتادیں میری یہ استدعا ان سے۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): میں نے آپ کو کہا ہے کہ جو بھی ممکن ہو وہ میں کروں گا ابھی میں کیا بتا دوں۔

جناب اپسیکر: یعنی جو آپ نے کہا تھا وہ next session میں۔

کچکول علی ایڈو وکیٹ: than you sir

جناب اپسیکر: جناب کچکول علی ایڈو وکیٹ صاحب۔

☆ 396 کچکول علی ایڈو وکیٹ: کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

دسمبر 2002 سے تا حال گریڈ 17 و بالا کے کتنے ڈاکٹروں کے تباہ لے اور تعیناتیاں عمل میں لائی گئی ہیں۔ مذکورہ ڈاکٹروں کی مکمل تفصیل دی جائے؟

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): دسمبر 2002 سے تا حال گریڈ 17 والے جن ڈاکٹروں کے تبادلے اور تعیناتیاں عمل میں لائی گئی ہیں۔ ان کی مکمل تفصیل نہرست (الف و ب) صفحہ آخر پر منسلک ہے میں دی گئی ہے۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): جناب جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے کوئی ضمیم سوال۔

چکول علی ایڈو وکیٹ: جناب! ہم لوگوں نے انگریزوں کو پہلے کہا کہ وہ اچھے لوگ نہیں ہیں وہ گورے ہیں۔ ہم نہ ان کے نظام کو آگے بڑھا سکے اور نہ خود کوئی نظام دے سکے۔ میں کہتا ہوں اگر یہ کام من آف ہاؤس ہوتا برطانیہ کا اور یہاں اس سوال میں جو اس وقت irregularity ہے آپ دیکھ لیں کہ انیس گریڈ کے ایک افسر ہیں محمد حسین بلوج وہ تقریباً میں دن سے اس پوسٹ پر تبدیل ہو کر آئے ہیں لیکن اسمبلی میں یہ سوال آیا ہے کہ آیا اس ڈیپارٹمنٹ کی کیا ذمہ داری بنتی ہے اور اسمبلی جس کو ہم کہتے ہیں مقدس ادارہ۔ یہاں ہم لوگ بالکل صاف اور clean ہو جائیں ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ان مسئللوں کو جو ہمارے پیور و کریٹ ہیں میں مذکورت کے ساتھ کہتا ہوں وہ ہمارے اپنے بھائی ہیں وہ اتنے غیر ذمہ داری سے انہیں جوابات دے رہے ہیں اور وہ دیکھتے نہیں کہ انہوں نے ٹرانسفر پوسٹنگ کی ہے آپ ان کو amend کریں یہاں تمام معزز منصہ سارے عوام کو جواب دہے کل یہ اخبار میں آئے گا پندرہ دن سے ڈاکٹر حسین تبدیل ہوا ہے یہ ایک الگ مسئلہ ہے اس پر میں بعد میں سوال کروں گا لیکن یہ کہتا ہے یہ جواب جو ٹیبل ہوا ہے پندرہ جنوری کو اور یہاں جو آئی تم نمبر بائیس ہے ڈاکٹر محمد حسین پراؤشل کو اڑ دیجیر ای پی آئی بلوچستان کوئٹہ۔ آیا ہم لوگوں کی کارکردگی یہ ہو سب سے پہلے ہم لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ ہم clean ہوں اور سارے لوگوں کو سارے واقعات اور سارے مسائل بتا دیں۔

جناب اسپیکر: او کے۔

چکول علی ایڈو وکیٹ: جناب! میں صرف اس میں یہ کہتا ہوں کہ کاش منصہ صاحب اس میں یہ دیکھ لیں کیونکہ اس کو جو تبدیل کیا ہے اس نے اس کی سمری بھی دیکھی ہے تو اپنے سیکریٹری کو کہتے کہ بابا آپ نے تو اس کو تبدیل کیا ہے اس کو amend کریں ہم دیکھ رہے ہیں ہم لوگوں کی جو responsibility

ہے بحیثیت پارٹیمینیرین کے ہم انہیں اخلاص اور ادب کے ساتھ پورا نہیں کر رہے ہیں اور جو ہماری انتظامیہ کے لوگ ہیں انہیں تو خود ہدایت کریں کہ بھائی یا ایک سسٹم ہے آپ لوگ ہمارا احترام نہ کریں اس سسٹم کا احترام کریں۔

جناب اسپیکر: او کے جی حافظ صاحب!

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): جناب اسپیکر! ہم جو ٹرانسفر اور پوسٹنگ کر رہے ہیں وہ سسٹم کے اصلاح کرنے کے لئے کر رہے ہیں اور جناب کچکول صاحب نے جس ڈاکٹر کا نام لیا ہے انہوں نے بارہ مہینے میں ایک دفعہ بھی زحمت نہیں کی ہے کہ وہ مجھے بریفنگ دیں میں نے کہا آپ آ جائیں مجھے بریفنگ دیں بار بار میں نے ان کو کہا اور وہ جہاں بھی ٹور tour پر جاتے رہی اسلام آباد یا کہیں اور وہ مجھے اطلاع نہیں دیتے یہاں جو پروگرام رکھتے میرے نالج knowledge میں نہیں لاتے۔ وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ میں ایک علیحدہ منسٹر بن کر بیٹھا ہوا تھا لہذا ایسے آفیسر کو اپنے ڈائریکٹوریٹ میں نہیں چاہتا میں اس کو چاہتا ہوں جو کام کرنے والا ہو۔

کچکول علی ایڈو وکیٹ: میرا یہ سوال نہیں تھا کہ بے شک اگر وہ آپ کے ڈسپلین میں نہیں ہے آپ کا احترام نہیں کرتا ہے آپ بے شک اس کو دور کریں لیکن آپ نے جو سوال کا جواب دیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: حافظ صاحب! آپ سپلائمنٹری کو سمجھیں۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): سوال یہ ہے کہ کچکول صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ وہاں ہے اصل میں وہ وہاں نہیں ہے ٹھیک ہے ہو سکتا ہے یہ لکھائی میں کوئی غلطی ہو چکی ہو گی یہ تو انسان ہے لکھائی میں تاریخ میں کوئی غلطی ہو گئی ہو۔

جناب اسپیکر: آپ مانتے ہیں غلطی ہوئی ہے تو آپ اس کا نوٹس لیں۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): ہاں اصلاح کر لیں گے اس سیشن آفیسر سے کوئی غلطی ہوئی ہے۔

جناب اسپیکر: اسمبلی میں جو چیز بھی بھیجتے ہو صحیح ہو۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): ہاں اس بے چارے سے غلطی ہوئی ہے جب غلطی ہوئی ہے اس کا اصلاح کر لیں گے۔ (مدائلت)

جناب اپیکر: آئندہ کے لئے اس کا نوٹس یں۔

چکول علی ایڈ ووکیٹ: جناب! اس میں میرا درخمنی سوال ہے کہ منظر صاحب نے کہا تھا کہ یہ غیر ذمہ دار آدمی رہا ہے میں آپ سے کہتا ہوں آپ اس پر انکوارٹی کریں یہ درست ہے آپ کے ڈیپارٹمنٹ نے اس بندے کو appreciation letter دیا ہے دو دفعہ کہ اس کی کارکردگی جو ہے یہ upto mark ہے اور شینڈر ڈ ہے اور یہ بھی درست ہے کہ اس انیس گریڈ کے آدمی کو آپ نے سترہ گریڈ کے آدمی کے تحت لگا دیا ہے اور وہاں کے ایم او کو لگا دیا ہے اور وہاں جو ولڈ آر گنا یز یشن کام کرتا ہے یہ انہوں نے کہا ہے کہ یہ کام کا آدمی نہیں ہے آپ لوگ اس کو نہ لائیں یہ دو سوال تھے جو میں نے یہاں پوچھے تھے یہ درست ہے کہ آپ کے مکمل نے دو دفعہ اس کو appreciation letter دیا ہے یہ بھی درست ہے کہ world health organization میں آپ نے سترہ گریڈ کا بندہ لا یا ہے اس نے لیٹر لکھا ہے کہ یہ بالکل incompetent بندہ ہے یہ ایک بڑا پروجیکٹ ہے اس کو اس پوسٹ پر نہ لائیں۔ ای پی آئی کی اس میں نہ لائیں۔

جناب اپیکر: حافظ صاحب! آپ سپلیمنٹری سمجھتے ہیں۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): جی ہاں جناب اپیکر! یہ جو چکول صاحب کہہ رہے ہیں کہ ایک سنیئر کی جگہ سترہ گریڈ کے آدمی کو سی ایم او لگایا ہے اٹھارہ اور انیس گریڈ کے آدمی کو الگ کر دیا ہے۔ مناسب تو یہ تھا کہ اس کو suspend کرتا۔ لیکن میں نے ابھی بھی اس کے ساتھ اچھا کیا ہے اس کو پوسٹ پر لا یا ہے ایک پوسٹ پر وہ کام کر رہا ہے یہ میرا احسان ہے اس کے ساتھ ورنہ جو اسکے کرتوت ہے اور عمل یہ ہو گا کہ میں اس کو suspend کرتا۔ دوسرایہ ہے جو ان کی صفائی میں لیٹر دیا گیا ہے وہ نیک نیت کی بنیاد پر نہیں تھا جس آدمی کو میں لا یا ہوں اس کو خام لیٹر دیا گیا ہے وہ بھی نیک نیت کی بنیاد پر نہیں تھا کیونکہ ایک چیز میرے سامنے پڑی ہے میں اس کو دیکھ رہا ہوں وہ مجھ پر depend ہے میں کیا کروں گا۔

جناب اپیکر: حافظ صاحب جو appreciation letter دیا ہے آپ کے مکمل نے دیا ہے۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): میرے مکمل نے دیا ہے میں نے اپنے ڈیپارٹمنٹ کو نوٹس دیا ہے کہ آپ مجھے اس کا کردار بتائیں اس کا کیا کردار ہے اس نے یہ کیا ہے یہ کیا ہے پھر آپ اس کی صفائی میں کس طرح

لیٹر باتے ہیں۔

کچوں علی ایڈ و کیٹ: جناب! ہمیتھ ڈیپارٹمنٹ میں بلو چستان کا یہ واحد آدمی ہے کہ انگلینڈ میں ایم ایس کی ہے ای پی آئی میں اور کسی نہیں کیا ہے۔ جس پر کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: کچوں صاحب! یہاں قابلیت کی بات نہیں ہو رہی ہے کہ دارکی بات ہو رہی ہے قبل ہو گا لیکن وہ چونکہ منستر کے معیار کا نہیں ہے۔

کچوں علی ایڈ و کیٹ: جناب! قابل نہیں ہوتا اس کو appreciation letter نہیں ملتا۔ معیار کے مطابق نہیں ہوتا وہ انیس گریڈ کا آدمی ہے ہم خود حیران ہیں۔

جناب اسپیکر: اب اس پر سپائیمنٹری ہو گئی۔

عبدالرحیم زیارتوال: یہاں جوان ہوں نے جواب دیا ہے کہ انیس گریڈ کے آدمی کی جگہ سترہ گریڈ والے کو بٹھا دیا ہے یہ اگر اس سے یہ irregularity کل جائے بات آجائے گی اور ٹھیک ٹھاک ہو جائے گی اور اس میں recommendation سفارش فلاں بیچ میں سے چلی جائے گی جن کا کوئی حق بتا ہے ان کو حق مل جائے گا جو کام کے لوگ ہیں جن کا حق بتا ہے آپ نے ان کو پیچھے کر دیا ہے میں گریڈ والے ایسے بیٹھے ہوئے سترہ گریڈ والے کو بیس کی پوسٹ دے دی ہے یہاں پرانوں نے لکھا بھی ہے یہ غلط ہے یہاں قاعدہ اور قانون کے مطابق ہر آدمی کو اس پوسٹ پر جہاں ان کا حق بتا ہے اس کو ملنا چاہئے تا کہ یہ کام صحیح ہوا یک ماتحت بس بن جائے اس محکمے میں اور وہ لوگ جو سنیئر ہیں بیس گریڈ والے کو ایک ما تھت حکم دے یہ مانے گا بھی نہیں ہو گا بھی نہیں منستر صاحب سے ہماری روکنیست ہے کہ خدا کے لئے اس کو صحیح کریں جس کا کوئی حق بتا ہے اس کو دیں جو بھی ہے اس کو حق دلایا جائے یہ نہیں کہ کوئی سیکرٹری کا بھائی ہے کوئی زیارتوال کا بھائی ہے کوئی کچوں کا بھائی ہے اس کو سب کے اوپر بٹھا دیا ہے اب سب ایسے کرتے ہیں اور وہ کہاں تک پہنچ جاتے ہیں اس کی لسٹ انہوں نے یہاں دیا بھی ہے۔

جناب اسپیکر: حافظ صاحب آپ نے یہ نوٹ کر لیا ہے۔ آپ کو موقع دیں گے۔ اگلا سوال کچوں صاحب پکاریں۔

397☆ چکول علی ایڈوکیٹ: کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے۔ کہ مورخہ 6 اکتوبر 1998 کو اس وقت کے وزیر اعلیٰ بلوچستان نے صدیق مینگل اینڈ سنسنگ کی درخواست پر اسپکشن ٹیم کے چیئرمین کو انکوارری کرنے کا حکم دیا تھا؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ درخواست پر انکوارری کی گئی ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ رپورٹ کی تفصیل دی جائے۔ نیز اگر جواب نفی میں ہے تو مجہ بتلائی جائے؟

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب اسپیکر: اگلا سوال۔

421☆ چکول علی ایڈوکیٹ: کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

اکتوبر 2002 سے لیکر اب تک کتنے ADHOs-DHOs میڈیکل سپرنٹنڈنٹس نیز مردا و خواتین میڈیکل آفسروں کے تابادلے ہوئے ہیں مکمل تفصیل دی جائے؟

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب اسپیکر: اگلا سوال۔

391☆ سید ممتاز حسین شاہ: کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

صلح نصیر آباد کوادویات کی مد میں سالانہ کس قدر فنڈ زدیا جاتا ہے۔ تفصیل دی جائے۔ کیا مذکورہ فنڈ زنا کافی ہونے کی بناءً حکومت اس میں مزید اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں وجہ بتلائی جائے؟

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): بمقابلہ ایگر کیوں ضلعی افسر صحت نصیر آباد۔ ضلع نصیر آباد کوادویات کی مد میں

سالانہ اسی لاکھ روپے (=80,00,000) مختص کئے گئے ہیں جہاں تک مذکورہ فنڈ کافی یا ناکافی ہونے کا تعلق ہے اس ضمن میں موجودہ نظام کے تحت ملکہ مالیات رخزانہ از خود براہ راست تمام ضلعی حکومتوں کا بجٹ متعلقہ ڈی سی اور کوچک جوata ہے اور ضلعی حکومت اپنی ضروریات کے مقابلہ صحت کی مد میں بجٹ یونین کوسل کے ذریعے علاقے کی ضرورت کے حساب سے تقسیم کرتی ہے۔ لہذا مزید تفصیل ضلعی حکومتوں سے معلوم کی جاسکتی ہے۔

جناب اپیکر: اگلا سوال۔

400 ڈاکٹر شمع اسحاق: کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) حال ہی میں بولان میڈیکل کالج میں مختلف طبقہ (categories) بھرتی کردہ گرید 1 سے 15 کے ملازمین کی مکمل تفصیل بجمع نام ولدیت، جائے سکونت، تعلیمی قابلیت اور دیگر ضروری اسناد دی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ آسامیوں پر تعیناتی کیلئے انترو یو کی تاریخ میں بار بار تبدیلی کی گئی ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو اسکی وجہات کیا ہیں۔ نیز ٹیکسٹ لینے اور بھرتی کے مجاز آفیسروں کے نام بھی بتلانے جائیں؟

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب اپیکر: اگلا سوال۔

424 میر من سپوژمی: کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) بولان میڈیکل کالج بشوول ملک کے دیگر میڈیکل کالجوں میں صوبائی سطح پر داخلہ یافتہ فی طالب علم پر حکومت بلوچستان کا سالانہ کسر خرچ آتا ہے خرچ کی ماہانوار تفصیل دی جائے؟

(ب) کیا حکومت عوام کے خزانے سے میڈیکل کی تعلیم کے طالب علم کو عوامی خدمت کیلئے پابند کر سکتی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ حکمت عملی کی تفصیل دی جائے اگر نہیں تو وجہ بتائی جائے؟

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): حکومت کی طرف سے فی طالب علم پر ماہانہ خرچہ = 12,000 روپے جبکہ سالانہ خرچہ = 1,44,000 روپے آتا ہے۔

جناب اپیکر: اگلا سوال۔

466 محمد نسیم تریاںی: کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

ادویات کا موجودہ ضلع وار کوٹہ برائے رواں مالی سال کس مدرہ ہے۔ نیز ایک ایس ڈی میں کسر دار مالیت اور مقدار میں ادویات موجود ہیں تفصیل دی جائے؟

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب اسپیکر: گلاسوال۔

☆ 467 محمد شیم تریائی: کیا وزیر صحت از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) RMC کے قیام کی بنیاد اور معیار کیا ہے۔ نیز ایک RMC میں ڈاکٹرز، لیڈی ڈاکٹرز، ڈسپنسر اور دیگر ملازمین کی ضروری منظور شدہ تعداد (strength) کی تفصیل دی جائے۔ نیز ایک RMC میں لیبارٹری، ایمبولنس اور ادویات کا ماہانہ منظور شدہ کوٹھ کی مقدار/ مالیت بھی بتائی جائے؟

(ب) ضلع قلعہ عبداللہ میں کتنے RMC کھاں کھاں پر واقع ہیں۔ نیز ان میں ترتیب وار تعداد کے ساتھ موجود لیبارٹریز، ایمبولنس ادویات اور دیگر ضروری آلات/ سامان کی مکمل تفصیل دی جائے؟

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب اسپیکر: گلاسوال۔

☆ 484 محمد شیم تریائی: کیا وزیر صحت از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

اس وقت مکمل صحت میں کل کتنی آسامیاں خالی ہیں۔ تمام خالی پوسٹوں کی گرید وائز تفصیل دی جائے۔ نیز یہ بھی بتایا جائے کہ ان اسامیوں پر کس طریقہ کار کے تحت کب تک تعیناتیاں متوقع ہیں ضلع وار تفصیل دی جائے؟

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب اسپیکر: گلاسوال۔

☆ 489 محمد شیم تریائی: کیا وزیر صحت از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

مالی سال 2003-04 کی PSDP نمبر 669 میں متعین کردہ 10 میلین روپے کن کن سول ڈسپنسریوں کی تعمیر پر خرچ کئے جائیں گے حلقة وار تفصیل دی جائے۔ نیز PSDP نمبر 670 میں 10 میلین روپے BHU پر بھی خرچ ہونگے۔ ضلع وار تفصیل دی جائے؟

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب اسپیکر: وقفہ سوالات ختم اب سیکرٹری اسمبلی موجودہ اجلاس کے چیئرمینوں کے پینل کا اعلان کریں۔

محمد خان مینگل (سیکرٹری اسمبلی): بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد انصباط کار کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت

جناب اپیکر صاحب نے حسب ذیل اراکین کو اسمبلی کے اجلاس کے لیے ارتیب صدر نشین مقرر کیا ہے
میر جان محمد خان جمالی، جناب شفیق احمد خان، جناب عبدالرحیم زیارت وال، جناب جان محمد بلیدی۔

جناب اپیکر: رخصت کی اگر کوئی درخواست ہو تو وہ بھی پڑھیں۔

سیکرٹری اسمبلی: معزز ممبر عبدالجید خان اچکزئی۔ شاہدہ رووف صاحب، وزیر آبکاری میر امان اللہ نو تیزی،
شیخ احمد بادینی، سردار ثناء اللہ زہری، نوابزادہ بالاچ مری، نوابزادہ طارق مگسی، وزیر موصوف محترم جے
پرکاش، محترمہ سپوڈمی، معزز ممبر شفیق احمد خان، معزز ممبر میر جمہ خان بگٹی، ان سب نے رخصت کی
درخواست دی ہے۔

جناب اپیکر: آیا جتنی بھی رخصت کی درخواستیں ہیں ان سب کو منظور کیا جائے؟

(تمام رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں) جی بلیدی صاحب!

میر جان محمد بلیدی: سر! میں آپ کی توجہ ہیلتھ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں آج آپ نے دیکھا کہ
اخبار میں آیا ہے کہ کوئی میں اوپی ڈی بند کرنے کا فیصلہ ہوا ہے ڈاکٹر زنے با قاعدہ طور پر نوٹس دیئے ہیں
اور آج سے با قاعدہ تمام اوپی ڈیز بند ہونگے اسی طرح سر انبھوں نے واضح طور پر کہا ہے کہ ہسپتال کی
اوپی ڈی ایک ہفتے تک بند رہے گی اس کے اگلے مرحلے پر تمام ہاؤس آفیسرز اور ڈاکٹر زوار ڈکٹ کا بھی
بائیکاٹ کریں گے۔

جناب اپیکر: بلیدی صاحب! اس کا آپ با قاعدہ نوٹس دے دیں۔ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے
ڈاکٹر شمع اسحاق صاحبہ اپنی تحریک استحقاق نمبر 32 پیش کریں۔

تحریک استحقاق نمبر 32

ڈاکٹر شمع اسحاق: میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کا رجسٹری 1974 کے قاعدہ نمبر 56 کے
تحت ذیل تحریک استحقاق کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ خواتین اراکین اسمبلی اور تقییتی اراکین اسمبلی
کے ساتھ امتیازی سلوک روک رکھا ہوا ہے جس میں ٹیوب ویل، ترقیاتی فنڈز اور دیگر حکومتی تجویزیں میں ان
کے لئے دیگر اراکین اسمبلی کے مقابلے میں کم کوٹھ رکھا گیا ہے۔ جبکہ بحیثیت رکن ان کا استحقاق اور حیثیت
برابر کی ہے۔ اس روشن سے ان کا استحقاق مجرور ہوا ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث

کی جائے۔

جناب اپسیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ خواتین ارائیں اسمبلی اور اقلیتی ارائیں اسمبلی کے ساتھ امتیازی سلوک روک رکھا ہوا ہے جس میں ٹیوب ویل، ترقیاتی فنڈز اور دیگر حکومتی تجویزیں میں ان کے لئے دیگر ارائیں اسمبلی کے مقابلے میں کم کوڑ رکھا گیا ہے۔ جبکہ بحثیت رکن ان کا استحقاق اور حیثیت برابر کی ہے۔ اس روشن سے ان کا استحقاق مجرد ہوا ہے۔ اس لئے اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔ آپ اسکی admissibility پر کچھ کہنا چاہتی ہیں۔

ڈاکٹر شعاع الحق بلوچ: جناب اپسیکر صاحب! جب ہم خواتین یہاں اسمبلی میں آئے ہوئے ہیں، ہم بھی یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ ہم میں باقی ارائیں اسمبلی میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیے جب کہ ہمارے ایم ایم اے کے ساتھی بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ بھی سمجھتے ہیں کہ اسلام میں بھی یہی ہے کہ کوئی فرق رواں نہ رکھا جائے چاہے وہ اگر علم حاصل کرنے کے لیے چین بھی جاتے ہیں تو ان میں بھی کوئی فرق رواں نہیں رکھا جائے اس میں نہیں لکھا ہوا ہے کہ صرف مرد علوم حاصل کرنے کے لیے چین جاسکتے ہیں تو کہنے کا مطلب یہ ہے جناب! ہمارے ساتھ یہ جو ایک سلوک ہے کہ ترقیاتی فنڈز ہے یا ٹیوب ویل ہے یا جو بھی فنڈز ہمیں ”خواتین“ کو دیئے جاتے ہیں تو اس میں یہ فرق رواں کیوں رکھا گیا ہے تو اس سے میں آپ کے توسط سے یہ چاہوں گی کہ یہ جو فرق ہے اس کو ختم کیا جائے شکر یہ جناب اپسیکر!

جناب اپسیکر: یہ جو استحقاق کی تحریک ہے حکومتی بچوں سے بولنا چاہتے ہیں۔

محمد نسیم تریائی: جناب اپسیکر! آپ حکومتی بچوں سے معلومات کر رہے ہیں چونکہ یہ تحریک استحقاق کے حوالے سے یہ آپ کا حق بتا ہے کہ اگر یہ خلاف ضابط بھی قرار دے سکتے ہیں یا اس استحقاق کو کمیٹی کے حوالے کر دیں مہربانی۔

جناب اپسیکر: جی عبد الرحمن جمالی صاحب!

میر عبد الرحمن جمالی (وزیر ایمس اینڈ جی اے ڈی): سر! اس میں میں یہ گزارش کروں گا کہ تحریک محترمہ نے پیش کی ہے اور کافی خواتین کو مراکعات بھی برابری کی بنیاد پر دی گئی ہیں ویسے اصولی طور پر اسلام کے لحاظ سے دین کے لحاظ سے بھی مرد اور عورت کا فرق ہے اور اکثریت جو خواتین کی ہیں وہ ڈائریکٹ سیٹس پر

آئی ہیں ڈائرکٹر ایکشن پر نہیں آئی ہیں تو اس میں گورنمنٹ کی ایک پالیسی ہے کہ انکو چند ایک ایسی مراعات ہیں جوان کے لیے غیر ضروری ہیں جو ان کو نہیں دینا چاہئیں اب اگر آپ ہر خواتین کو 5 ٹیوب ویل دیتے ہیں تو وہ ٹیوب ویلوں کو کیا کریں گے میں تو تمتر مہ سے صرف یہ عرض کروں گا کیونکہ پی ایس ڈی پی میں کافی چیزیں فنڈر زبرابری کی بنیاد پر دیتے ہوئے ہیں کئی کوئی ایسی چیز گورنمنٹ کی آجائی ہے اگر اس پر وہ زور نہ دیں تو اسکی مہربانی ہوگی۔

جناب اسپیکر: جناب! یہ بحث کے لیے ابھی تک ممنظور نہیں ہوا ہے آپ تشریف رکھیں سردار صاحب آپ تو خواہ مخواہ بولتے رہتے ہو آپ نوٹس دے دیں آپ اپنے ڈینے کے مطابق بات کریں آپ اپنے حلقے کی بات بچ میں کر لیتے ہو مسئلہ اس وقت خواتین کا چل رہا ہے۔ جی رحیم صاحب!

عبدالرحیم زیارت وال: جناب اسپیکر! یہ جو تحریک استحقاق لائی ہے اس بیٹھے ہوئے اس بیٹھے ممبر ان تمام کے تمام برابر ہیں یہ بات ٹھیک نہیں ہے جتنے بھی اس بیٹھے کے ممبر ان ہیں ان کے rights باکل ہونے چاہیے ملتا ہے تو سب کو ملے، نہیں تو کسی کو بھی نہ ملے۔

جناب اسپیکر: رحیم صاحب جہاں تک میری معلومات ہیں ایم پی اے فنڈ سب کو مساوی تقسیم ہوا ہے یا نہیں؟

عبدالرحیم زیارت وال: جی ہاں جناب اسپیکر صاحب! ایم پی اے فنڈ سب کو ملا ہے گیلو صاحب! آپ مجھے بات کرنے دو۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): جناب اسپیکر میں بتاؤں کہ ہمارے خواتین اور مردم بزر ہیں ان ساروں کو فنڈ تقسیم ہوئے ہیں ان کے لئے گورنمنٹ نے ایک پیرا میٹر بنایا ہوا ہے اس کے مطابق جو بونس میں ہمارے خاتون آئے ہیں ساروں کا ایک ہی پیرا میٹر ہے۔

جناب اسپیکر: OK آپ آپ میں بتائیں نہ کریں آپ سب بول رہے ہیں میں کس کی بات سنوں بغیر اجازت کے کوئی نہ بولے۔

جان محمد بلیدی: جناب اسپیکر! یہ جو بونس کا لفظ خواتین کے لیے گیلو صاحب نے استعمال کیا اسے واپس لیں۔

جناب اسپیکر: آپ سب تشریف رکھیں ایک منٹ آپ رو بینہ تشریف رکھیں۔

محترمہ رو بینہ عرفان: جناب اسپیکر! جب تک گیلو صاحب اپنا بُنس کا الفاظ واپس نہیں لیتا میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گی۔

جناب اسپیکر: جی گیلو صاحب! اپنے الفاظ واپس لے لیں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): جناب اسپیکر! ہم نے کہا کہ گورنمنٹ نے ایک پیر امیر بنایا ہے اگر میری بہنوں کی میرے ان الفاظ سے دل آزاری ہوئی ہے میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب اسپیکر: الفاظ واپس لے لئے محترمہ آپ تشریف رکھیں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): جناب اسپیکر! میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا۔ میں نے اپنے الفاظ واپس لے لیتے۔

جناب اسپیکر: او کے راحیلہ درانی آپ تشریف رکھیں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): جناب! ان کو پیر امیر دیا ہے اپوزیشن کو بلکہ حکومت کے ارکان کو بھی مساوی دیا ہوا ہے ہمارے بھی مجاہدی کے ممبر ہیں ان کو بھی برابر دیا ہے۔

جناب اسپیکر: جی رحیم صاحب!

عبد الرحیم زیارت وال: جناب! جتنے ممبر ان ہیں سب کے rights مساوی ہیں وزیر موصوف صاحب نے جو جملہ ادا کیا تھا وہ انہوں نے واپس لے لیا ہے تو کہنا یہ چاہتا ہوں کہ ہم پوچھ رہے ہیں تھے کہ ایم پی اے فنڈ سب کو برابر ملے ہیں اس کے علاوہ جو دوسری تیسری مراعات تھیں جتنی بھی ہیں سب کو مساوی ملنے چاہئیں سب کے rights ہیں۔

جناب اسپیکر: محترمہ آپ بتائیں کہ آپ کو ایم پی اے فنڈ پچاس لاکھ روپے ملا ہے۔

محترمہ راحیلہ درانی: جناب! یہاں جو باقی لکھا ہوا ہے حکومتی تباویز ہیں یا ترقیاتی فنڈ ہیں۔

جناب اسپیکر: راحیلہ! آپ کو پچاس لاکھ روپے ایم پی اے فنڈ ملا ہے۔

محترمہ راحیلہ درانی: جی۔

جناب اسپیکر: یہ جو ایم پی اے فنڈ ہے برابری کی بنیاد پر ملا ہے۔

محترمہ رو بینہ عرفان: جناب! آپ پوری بات تو سن لیں خالی چھاپس لاکھ نہیں ہمیں واٹر سپلائی اسکیم میں تیس فی صد ملا ہے جبکہ ہمیں تیس لاکھ روپے صرف واٹر سپلائی میں اور پانچ بورنگر ملے ہیں جبکہ دوسرے ممبران کو بیس بیس یا تیس تیس بورنگر ہر ضلع میں ملا ہے۔
جناب اسپیکر: یہ غلط ہے آپ سن لیں۔

محترمہ رو بینہ عرفان: اسی لاکھ روپے واٹر سپلائی اسکیم میں سب ممبران کو ملا ہے بغیر خواتین کے۔
جناب اسپیکر: محترمہ! آپ سن لیں۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایں اینڈ جی اے ڈی): مجھے بھی وہی پانچ ٹیوب ویل ملا ہے بیس نہیں، میں کہتا ہوں سب کو اسی طریقے سے دیتے گئے ہیں۔

جناب اسپیکر: میں کہتا ہوں کہ ایک پی اے فنڈ جو ایک پی اے نام سے ہے وہ مساوی باقی جو کام ہے فنڈ ہے کسی ایک پی اے کا نہیں ہے نہ ترقیاتی کام یہ صوبائی حکومت کا معاملہ ہے یہ مساوی نہیں ہوتا ہے۔

عبدالرحیم زیارت وال: اسمبلی ممبران مردوخاتین اقلیت سے اس کا تعلق ہے کسی بھی پارٹی سے ان کا تعلق ہے یہ برابر ہیں یہ اصول تعلیم ہونا چاہیے اس کے بعد گورنمنٹ میں آپ لوگ ہیں آپ اس سے کسی کو ایک نکہ نہ دیں سارے اپنے گھر لے جائیں لیکن یہاں پر احترام کے حوالے سے میں بات کروں گا اسمبلی ممبران کے تمام کے رائیس rights مساوی ہیں۔

جناب اسپیکر: او کے۔

اختر حسین لانگو: ہماری محترم بہن مبرنے جس طرح تحریک استحقاق پیش کی بالکل یہ بات صحیح ہے بالکل اس ہاؤس میں ہمارے حقوق equal ہیں لیکن جناب! حکومتی فنڈ اور دیگر ترقیاتی کاموں کے حوالے سے جو بات کی گئی ہے جو ایک ترقیاتی فنڈ ہوتا ہے وہ سارے اسمبلی ممبران کو برابری کی بنیاد پر ملا ہے باقی جو اکثر ترقیاتی فنڈ یا حکومتی تجاویز ہیں وہ ضلع وار تقسیم مساوی ہواب ضلع میں جب تقسیم ہو گئے تو اس کی تجویز ضلع کے اسمبلی ممبر سے ہی لی جائے تو اس وجہ سے یہ مسئلہ پیدا ہو رہا ہے۔

جناب اسپیکر: او کے۔

اختر حسین لانگو: جناب! اس بات سے میں کچھ اختلاف رکھوں گا کہ ایک ایک پی اے کو آپ نے ہمارے

صلح کوئٹہ میں پندرہ ٹیوب ویل دیئے ہیں دوسرے کو پانچ ٹیوب ویل دیئے ہیں اسی طرح قلات وڈھ خضدار میں اغبرگ میں۔ اکبر مینگل صاحب کو آپ نے پانچ ٹیوب ویل دیئے ہیں یہ برابری کی بنیاد پر نہیں دیئے ہیں شیر کی مرضی پچھے دے اندادے۔

جناب اسپیکر: حجی مولانا صاحب!

حافظ حسین احمد شروعی (وزیر بلدیات): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ یہاں ایک تحریک پیش ہوئی ہے خواتین اور اقلیتوں کی جانب سے میں اس کی وضاحت کرتا ہوں یہاں خواتین اور اقلیتوں کا مسئلہ نہیں ہے یہاں مسئلہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف کا نہیں ہے میرا تعلق حزب اقتدار سے ہے اقلیت اور خواتین کی صفوں سے نہیں ہے لیکن مجھے بھی پانچ ٹیوب ویل ملا ہے میں کوئٹہ کا ایم پی اے ہوں تو میں سمجھتا ہوں یہاں جو تقسیم کی گئی ہے۔ وہ ضرورت کے مطابق محل وقوع اکے مطابق ہے اس میں کوئی بد نیتی نہیں ہے ہمارے احباب جو ہیں اس حوالے سے زور نہ دیں اور اس کو اس انداز سے نہ دیکھیں۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ نے پہلے بھی بات کی۔

اختر حسین لانگو: جناب! آپ آبادی اور ضرورت کو دیکھ لیں اس وقت سب سے زیادہ خشک سالی اور رخطل سالی سے اکبر مینگل کا حلقة متاثر ہوا لیکن وہاں پر انہوں نے پانچ ٹیوب ویل دیئے جبکہ خضدار کا شہری علاقہ جہاں رخطل سالی سے زیادہ متاثر نہیں ہوا تھا وہاں آپ نے پندرہ ٹیوب ویل دیئے یہ کہاں کا انصاف ہے جناب! مولانا صاحب برابری کی بات کر رہے ہیں کس ضرورت کی بات کر رہے ہیں آپ۔

جناب اسپیکر: او کے۔

محمد اسلم بھوتانی (ڈپٹی اسپیکر): جناب! یہ اقلیتوں اور خواتین کے حقوق کی بات ہو رہی ہے۔ باقی جزء باتیں ہیں آپ ایک راہ متعین کریں کہ اسلام ان کے حقوق کے بارے میں کیا کہتا ہے اگر تفریق ہے ٹھیک ہے اس کے بعد جب پاکستان بناتا تو حضرت قائد اعظم رحمت اللہ علیہ نے کیا فرمایا تھا کہ اس ملک میں خواتین کے اور اقلیتوں کے کیاں حقوق ہونگے۔ اس کی روشنی میں آپ اپنی رائے دیں بہتر ہو گا۔

جناب اسپیکر: او کے۔

(دولنگ)

قواعد انصباط کار مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 57 کے تحت میں اس کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔

جناب اپیکر: سردار اعظم صاحب اپنی تحریک استحقاق نمبر 21 پیش کریں۔

تحریک استحقاق نمبر 21

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد انصباط کار مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 56 کے تحت درج ذیل تحریک استحقاق کا نوٹس دیتا ہوں لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔ تحریک یہ ہے کہ دوران اجلاس مورخہ 29 مریٰ بروز جمعرات میرے سوال نمبر 111 کے جواب میں جو تفصیل دی گئی تھی اس میں موسیٰ خیل تو سرشنگل روڈ سوکلو میٹر بھی شامل تھا مگر اب موسیٰ خیل تو سرشنگل روڈ کو حذف کر دیا گیا ہے جس سے میرے علاقے کی حق تلفی ہوئی ہے اور میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب اپیکر: تحریک جو پیش کی گئی ہے یہ ہے کہ دوران اجلاس مورخہ 29 مریٰ بروز جمعرات میرے سوال نمبر 111 کے جواب میں جو تفصیل دی گئی تھی اس میں موسیٰ خیل تو سرشنگل روڈ سوکلو میٹر بھی شامل تھا مگر اب موسیٰ خیل تو سرشنگل روڈ کو حذف کر دیا گیا ہے جس سے میرے علاقے کی حق تلفی ہوئی ہے اور میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جی آپ اس کی admissibility پر کچھ بولیں گے۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ضلع موسیٰ خیل مون سون کے رینچ میں ہے ضلع موسیٰ خیل میں اوسط بارش گیارہ اینچ ہوتی ہے جناب اپیکر! زیادہ بارشوں اور سیلا ب آنے کی وجہ سے ہمارے گھر منہدم ہوئے ہیں۔ لوگ ہلاک ہو چکے ہیں ہمارے مکانات بر باد ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ہماری فصلات ختم ہو چکی ہیں، ہم بھی اس صوبے کا باشندہ ہیں قائد ایوان نے مختلف اضلاع کا دورہ کیا۔ جہاں بارش سے نقصان نہیں ہوا تھا وہاں بھی انہوں نے فنڈ ز فراہم کئے لیکن موسیٰ خیل ڈسٹرکٹ اور بارکھاں مون سون کے رینچ میں ہیں اس کو کوئی فنڈ نہیں دیا جناب اپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہمارے علاقے کی مدد کی جائے۔

جناب اپیکر: جی جمالی صاحب!

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): اس سلسلے میں اعظم صاحب sport کرو نگا اس میں

کہ ان کا مداوا کیا جائے اور ہمارے جو محکمہ جات اتنے غافل کیوں ہیں یہ ایک ایسی قدرت کی آفت ہے صرف موسیٰ خیل نہیں پھر آگے ہر نائی میں بھی آسکتی ہے سبی میں آسکتی ہے۔ اس کا کوئی مداوا کیا جائے تو میں اس کو سپورٹ کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب! آپ اس تحریک پر زور نہ دیں۔

میر جان محمد جمالی: میری گزارش ہے اس اسیبلی سے کہ تحریک move کریں قرارداد کی شکل میں لے آئیں اس کو بیہاں سے منظوری دلائے زراعت کے وزیر ہیں مولانا فیض اللہ ان کو کرنا پڑے گا کیونکہ بلوچستان جب بھی مون و سون کی بارشیں ہوتی ہیں یہ مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو اس مسئلہ کا کوئی حل بھی نکالیں ہم سب اعظم جان کو sport کریں گے۔

جناب اسپیکر: جمالی صاحب! وہ بحث کے بعد قرارداد کی شکل میں بتا ہے۔ جب جمالی صاحب نے تعاون کی یقین دہانی کرائی ہے تو سردار صاحب! آپ اس پر زور نہ دیں۔ جی جمالی صاحب آپ نے یقین دہانی کرائی ہے اگر کوئی ٹیم کی ضرورت پڑی۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): بالکل مدد کریں گے منظر صاحب موجود نہیں ہیں ورنہ میں اس کو کہتا کہ کوئی ٹیم بچ دیں کہ کتنے نقصانات ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: او کے۔

(رولنگ)

حکومت کی یقین دہانی پر تحریک نمائی جاتی ہے۔

جناب اسپیکر: سردار اعظم موسیٰ خیل صاحب اپنی تحریک التواء نمبر 65 پیش کریں۔

تحریک التواء نمبر 65

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: ہم اسیبلی کے قواعد و انصباط کا رجسٹری 1974 کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت فوری اہمیت کے حامل عوامی مسئلہ پر تحریک التواء کا نوٹس دیتے ہیں۔ تحریک یہ ہے کہ ضلع موسیٰ خیل میں حالیہ خریف کی فصلیں ٹڈی دل نے نیست و نابود کر دی ہیں اور محکمہ کی لاپرواٹی کی وجہ سے ٹڈی دل کی روک تھام کے لئے کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔ جسکی بناء میرے حلقہ انتخاب کی گندم کی تمام

فصلیں ختم اور تباہ و بر باد ہو گئی ہیں۔ مزید یہ کہ متاثرہ زمینداروں کی فصلات کے نقصانات کے ازالہ کے پیش نظر موجودہ حکومت نے اب تک ہنگامی بنیادوں پر فوری مالی امداد کی فراہمی زیر گورنمنٹس لائی ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس فوری اہمیت کے حامل مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ ضلع موسیٰ خیل میں حالیہ خریف کی فصلیں ٹڑی دل نے نیست و نابود کر دی ہیں اور محکمہ کی لاپرواٹی کی وجہ سے ٹڑی دل کی روک تھام کے لئے کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔ جسکی بناءً میرے حلقة انتخاب کی گندم کی تمام فصلیں ختم اور تباہ و بر باد ہو گئی ہیں۔ مزید یہ کہ متاثرہ زمینداروں کے فصلات کے نقصانات کی آزالہ کے پیش نظر موجودہ حکومت کے اب تک ہنگامی بنیادوں پر فوری مالی امداد کی فراہمی زیر گورنمنٹس لایا ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس فوری اہمیت کے حامل مسئلہ پر بحث کی جائے۔ آپ اس کی admissibility پر کچھ بولیں گے۔

سردار محمد عظیم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ضلع موسیٰ خیل مون سون کے ریخ میں ہے ضلع موسیٰ خیل میں اوسطاً بارش گیارہ انج ہوتی ہے زیادہ بارشوں کی وجہ سے زیادہ سیلا ب آنے کی وجہ سے ہمارے گھر منہدم ہو گئے ہیں آسمانی بجلی گرنے سے ہمارے افراد ہلاک ہو گئے ہیں ہمارے مکانات گر گئے ہیں ہماری زرعی اراضی ان کو سیلا بون نے ختم کیا ہے اس کے علاوہ جناب ٹول فصلات ختم ہو گئی ہیں ہم بھی تو اس صوبے کا باشندہ ہیں ہمارا تعلق بھی اس صوبے سے ہے قائد ایوان نے مختلف اضلاع کا دورہ کیا ہے جہاں بارش نہیں ہوئی تھی وہاں پر انہوں نے فنڈ ز فراہم کیا ہے۔ لیکن موسیٰ خیل ڈسٹرکٹ بارکھان جو مون سون کے ریخ میں ہے ان کو کسی قسم کا فنڈ شدید بارشوں کے باوجود نہیں دیا ہے ٹڑی دل کی وجہ سے ہماری فصلات تباہ ہو گئی ہیں ہنگامی بنیادوں پر ہمیں رگ دیئے جائیں فنڈ دی جائے ہمارے علاقے کی مدد کی جائے۔

جناب اسپیکر: جی جمالی صاحب!

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایم اینڈ جی اے ڈی): جناب! ضلع موسیٰ خیل کے لئے دعا ہی کر سکتے ہیں اگر ٹڑی دل کا حملہ ہوا ہے ہمارے زراعت کے وزیر ہیں جو اس وقت نہیں ہیں اگر ان کا genuine ہے اور ایسی حالت رہی ہے تو میں عظیم صاحب کو سپوٹ کروں گا اور ہمارے جو محکمہ جات ہیں وہ اتنے

غافل کیوں رہتے ہیں یہ ایک ایسی قدر تی آفت ہے آگے ہر نئی سبی میں ہر جگہ آسکتی ہے تو اس کا ضرور مدعا کیا جائے ہم سپورٹ کرتے ہیں۔

میر جان محمد جمالی: جناب! میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں وفاقی وزارت میں ایک پلانٹیشن کا ادارہ ہے جو جہاز ہوتے ہیں لوکس کے خلاف سپرے کرتے ہیں میری گزارش ہے اس اسمبلی سے ایک تحریک لائیں۔ قرارداد کی شکل، اور جو ہمارے مولانا صاحب جوز راعت کے وزیر ہیں ان کی پیروی کریں جب بھی بلوچستان میں بارشیں ہوتی ہیں تو ٹڈی دل کا ہرسات آٹھ سال کے بعد مسئلہ پیدا ہوتا ہے مسئلے کا حل نکالیں ہم سب سپورٹ کریں گے۔

جناب اسپیکر: میر جان محمد جمالی!

میر جان محمد جمالی: جناب! اگر اس کو موی خیل صاحب قرارداد کی شکل میں لے آئیں تو ہم سب پھر اس کی حمایت کریں گے۔

جناب اسپیکر: جمالی صاحب! کچھ بحث کے بعد یہ قرارداد کی شکل میں بنتا ہے ابھی نہیں۔ اب جب جمالی صاحب نے جب تعاون کی یقین دہانی کرائی ہے تو سردار صاحب اس تحریک پر اب آپ زور نہ دیں۔

عبد الرحیم زیارت وال: جناب! ٹریشوری پخز سے منظر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ وعدہ کریں کہ ہم فوری طور وہاں ایک ٹیم بھجوائیں گے اور جو کام کا طریقہ کار ہے وہ کریں گے تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: اس نے تو کہا ہے کہ ہم کر دیں گے۔

سردار محمد عظیم موی خیل: اس کو قرارداد کر دیں۔

جناب اسپیکر: تو ابھی یہ قرارداد نہیں ہو سکتی ہے۔ جی جمالی صاحب آپ نے یقین دہانی تو کرائی ہے آپ ٹیم بھجویں گے اگر کوئی ٹیم کی ضرورت پڑی۔

میر عبد الرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): جی بالکل مدد کریں گے ہم کہہ رہے ہیں منظر صاحب اس وقت نہیں ہیں اگر ہوتے تو میں یہاں سے ہی وعدہ لے لیتا کہ چند روز میں وہاں پر ایک ٹیم بھجوادے تاکہ سروے کرے اور دیکھے کہ کتنے نقصانات ہوئے ہیں ایسے نہیں کہ دوسرے ایسا یا بھی اس کی لپیٹ میں آ جائیں۔

جناب اسپیکر: او کے مہربانی۔

(دولنگ)

حکومت کی ثابت یقین دہانی کی بنیاد پر تحریک نہشائی جاتی ہے۔

جناب اسپیکر: سردار محمد اعظم موسیٰ خیل صاحب اپنی تحریک التوانہ نمبر 66 پیش کریں۔

تحریک التوانہ نمبر 66

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل۔ میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد انضباط کا رجسٹری 1974 کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت فوری اہمیت کے حامل عوامی مسئلہ پر تحریک التوانہ نوٹس دیتا ہوں۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس فوری نوعیت کے عوامی مسئلے پر بحث کی جائے تحریک یہ ہے کہ فارم ٹو مارکیٹ کنگری روڈ پلٹ موسیٰ خیل جو کہ کنسلنٹ کے ناقص سروے کی وجہ سے تنگ روڈ میں غیر ضروری موڑوں کے باعث ماہ دسمبر 2003 کے پہلے ہفتے میں تین چار اشخاص شدید زخمی ہوئے جبکہ ایک شخص موقع پر ہی جان بحق ہوا اگرچہ میں نے بارہاں روڈ کی ناقص تعمیر اور غیر ضروری موڑوں کی بابت حکومت کی توجہ دلائی ہے جس کے نتیجے میں میرے متعلقہ وزیر نے خدشات دور کرنے کے لئے مکمل یقین دہانی بھی کرائی لیکن بے سود۔ لہذا مذکورہ روڈ میں واقع غیر ضروری موڑوں کو کشاہد کرنے اور متعلقہ کنسلنٹ کو فوری طور پر ہٹایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ فارم ٹو مارکیٹ کنگری روڈ پلٹ موسیٰ خیل جو کہ کنسلنٹ کے ناقص سروے کی وجہ سے تنگ روڈ میں غیر ضروری موڑوں کے باعث ماہ دسمبر 2003 کے پہلے ہفتے میں تین چار اشخاص شدید زخمی ہوئے جبکہ ایک شخص موقع پر ہی جان بحق ہوا اگرچہ میں نے بارہاں روڈ کی ناقص تعمیر اور غیر ضروری موڑوں کی بابت حکومت کی توجہ دلائی ہے جس کے نتیجے میں میرے متعلقہ وزیر نے خدشات دور کرنے کے لئے مکمل یقین دہانی بھی کرائی لیکن بے سود۔ لہذا مذکورہ روڈ میں واقع غیر ضروری موڑوں کو کشاہد کرنے اور متعلقہ کنسلنٹ کو فوری طور پر ہٹایا جائے۔ جی اس کی admissibility پر آپ کچھ بولنا چاہیں گے۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر! الیہ یہ ہے کہ ہماری فارم ٹو مارکیٹ روڈ جو ہے سابقہ جو مکمل روڈ

تھی اس پر یہ بنائی گئی ہے اس میں کسی قسم کا رد و بدل تک نہیں کیا گیا جناب اسپیکر صاحب! ہمارے علاقے کو نقصان پہنچانے اور سڑک کو ضائع کرنے کی بنیاد پر ان کنسٹیٹیشن نے یہ سروے کیا تھا یہ تو عام آدمی کا سروے تھا یہ مکمل روڈ تھی ان کو چاہیے تھا کیونکہ یہ ٹینکل لوگ ہیں جناب اسپیکر صاحب! ان کو اپنی تکنیک استعمال کرنا چاہیے تھا ان کو بروئے کار لانا چاہیے تھا جناب اسپیکر صاحب! اس میں کسی قسم کا رد و بدل نہیں کیا گیا غیر ضروری موڑ اس میں لا یا گیا جس کی وجہ سے اموات یقینی ہو جاتی ہیں۔ گاڑی سپید نہیں مار سکتی ہے ٹائم پر ہم نہیں پہنچ سکتے ہیں گورنمنٹ کے خزانے سے اس پر بھاری رقم خرچ ہوئی ہے لیکن ہمیں ہمارے ضلع کو کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچا ہے اگر آزیبل منستر صاحب نے آپ کے سامنے ایوان کے سامنے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم یکھیں گے ہم آئیں گے جو موڑ واقعی تنگ ہے اس کو کشاوہ کریں گے اس پر ہم نے اکتفا کیا، ہم نے کہا جو آپ نے فرمایا ہے، ہم کو لپیک کہتے ہیں آپ کی بات پر یقین کرتے ہیں لیکن یہاں پر اس فلور پر جو وعدے ہوتے ہیں اس فلور پر اس اسمبلی میں بے سود۔ کسی وعدے کی تکمیل نہیں ہوتی ہے۔

جناب اسپیکر: او کے۔ جی!

شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): ساتھی موصوف کو پہلے بھی عرض کیا پتہ نہیں ہمارے ساتھیوں کو کیا grievances ہیں اگر یہ فارم ٹومار کیٹ ایشین ڈیولپمنٹ بنک کی روڈ ہے ظاہر اس کے اپنے کنسٹیٹ آتے ہیں ان کو ایشین ڈیولپمنٹ خود ہائز کرتی ہے اپنی specification پر وہ روڈ بناتی ہیں اپنی مرضی سے جو کچھ انہوں نے ڈیزائن کرنا ہے وہ خود کرتے ہیں اس سے سی اینڈ ڈبلیو کا کوئی تعلق نہیں یہ میں نے پہلے بھی ساتھی کو عرض کیا ہے پہلے انہوں نے یہ سوال اٹھایا ہے باقی رہ گئی ان کے سروے کی بات۔ بالکل ہم ان کو پھر کہیں گے اپنے ڈیپارٹمنٹ سے لیٹر لکھیں گے رپورٹ پیش کرے کہ کیوں انہوں نے کشاوہ روڈ نہیں بنائی ہے باقی رہ گیا cemal track پر روڈ کیوں نہیں بنانے کا سوال، اب وہ ایشین ڈیولپمنٹ بنک کے کنسٹیٹ ہیں ان کی مرضی جہاں سے وہ روڈ ڈیزائن کر کے بتائیں گے ہم اس پر روڈ بنائیں گے ظاہر بات ہے کہ cemal track پر روڈ بنائے یا donkey track پر روڈ بنائے ایشین ڈیولپمنٹ بنک بنتا ہے ہم نہیں بناتے ہیں۔

جناب اسپیکر: خان صاحب! یہ بتائیں جو باہر کی کمپنی ہوتی ہیں وہ ہماری حکومت کے مشورے سے صوبائی مشاورت یا ان کی گنگرانی سے ہماری روڈ بناتی ہیں۔

شہزادہ فیصل داؤد (وزیر مواصلات و تعمیرات): جو یہ روڈ بن رہی ہے اس کی مانیٹر گ بھی وہ خود کرتی ہے۔

جناب اسپیکر: روڈ تو وہ خود بنائیں گی لیکن جو روڈ آپ بتائیں گے جو طریقہ آپ بتائیں گے۔

مولانا عبدالواسع (سنئر وزیر): سردار محمد اعظم صاحب کی تحریک ہے کہ روڈ پر عمل درآمد نہیں ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کی شکایت اپنے طور پر بجا ہے اور اب ہم اس فلور پر ان کو یقین دہانی کرتے ہیں کہ پی ایئڈ ڈی سے ایک ہفتے کے اندر ہو جائیں گے ادوراس کی ساری رپورٹ پھر ایوان میں پیش کر دیں گے کیونکہ یہ ایشن ڈیوپمنٹ بینک بناتا ہے جو بھی بینک بناتا ہے وہ ہماری حکومت کے تھرو بناتا ہے ہم ان کا جائزہ نہیں لے سکتے ہیں بے شک لنسٹنٹ ان کا ہو لیکن اس طرح سے اگر انہوں نے ٹکنیکل نقصانات کئے ہیں تو اس کا ہم جائزہ لے سکتے ہیں اور حکومت بلوجتنان ان کا تدارک بھی کر سکتی ہے اور ہونا بھی چاہیے تو میں اس فلور پر ان کو یقین دہانی کرتا ہوں اگر اس سے پہلے عمل درآمد نہیں ہوا ہے تو ہم ان سے معذرت خواہ ہیں۔

جناب اسپیکر: او کے سردار صاحب! آپ اس پر زور نہ دیں۔

(دولنگ)

ثبت یقین دہانی کی بنیاد پر تحریک نہایتی جاتی ہے۔

جناب اسپیکر: جناب چکول علی صاحب اپنی تحریک التوانہ نمبر 67 پیش کریں۔

تحریک التوانہ نمبر 67

چکول علی ایڈوکیٹ: میں بلوجتنان صوبائی اسمبلی کے قواعد انصباط کار محیریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت فوری اہمیت کے حامل عوامی مسئلہ پر تحریک التوانہ کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ حال ہی میں مورخہ 19 اور 22 نومبر 2003 کو گوادر میں واقع سنگھار ہاؤ سنگ اسکیم کا نام تبدیل کر کے عمر ہیڈ رکھ دیا ہے اور نئے سرے سے متذکرہ اسکیم کو منسوخ کر دیا ہے جس سے جتنے بھی الٹیز ہیں ان کے حقوق

بری طرح متأثر ہوئے ہیں صوبائی حکومت نے یہ غیر آئینی اور غیر قانونی عمل محض صرف وفاقی حکومت کی خوشنودی کی خاطر کیا ہے (کپیسلیشن کی نقل مسئلک ہے) لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور بنیادی مسئلکے پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ حال ہی میں مورخہ 19 اور 22 نومبر 2003 کو گوادر میں واقع سنگھار ہاؤسگ اسکیم کا نام تبدیل کر کے عمر بیڈ رکھ دیا ہے اور نئے سرے سے متذکرہ اسکیم کو منسوخ کر دیا ہے جس سے جتنے بھی الٹیز ہیں ان کے حقوق بری طرح متأثر ہوئے ہیں صوبائی حکومت نے یہ غیر آئینی اور غیر قانونی عمل صرف وفاقی حکومت کی خوشنودی کی خاطر کیا ہے (کپیسلیشن کی نقل مسئلک ہے)۔
کچوں صاحب اسکی admissibility پاپ کچھ بولیں گے۔

کچوں علی ایڈوکیٹ: جناب اسپیکر صاحب! یہ وہی مسئلکہ ہے کہ اس سلسلے میں بلوجتھان کی مذہبی اور قوم پرست پارٹیوں نے اسٹیبلشمنٹ کی پارٹیز میں بھی گوادر میں اس پر جلسہ قائم کئے تھے اور میں بھی یہ ادراک کر چکا ہوں کہ جو بھی بلوجتھان کے مسائل ہیں وفاقی حکومت جناب والا! آپ کا جو غیر جانبدارانہ روؤیہ شروع ہی سے رہا ہے ایک سال کی کارکردگی رہی ہے اس میں technical base پر وہ انہیں buildoze کرنا چاہتا ہے میں جناب کی خدمت میں یہ کہوں کہ یہ امپارٹمنٹ اشوز ہیں انگریزی کا ایک مقولہ ہے کہ *Life is short and heart is long.* ہم کل یا پرسوں یہاں سے جائیں گے ہمارے جو اچھے عمل ہوں گے ہماری جو کارکردگی ہوگی وہ بلوجتھان کے عوام کے لوگوں کے ذہن میں نقوش ہوں گی اور ہمارے اچھی کارروائی یہاں ہمارے debate کی زینت ہوں گی۔ اور وہ دیکھ لیں گے کہ ہمارے گزشتہ لوگوں کی کارکردگی یا بلوجتھان کے مفادات کے ساتھ ان کا روؤیہ شروع ہی سے بھیشیت ایک اسپیکر، اس لئے میں جناب سے یہ کہوں گا کہ جناب کا جو غیر جانبدارانہ روؤیہ شروع ہی سے بھیشیت ایک اسپیکر ایک نجح کے رہا ہے اسکو قائم رکھا جائے اور مجھے پوری طرح موقع دیا جائے کہ میں اس اہم مسئلکے پر اسکی جو technicalities ہیں، ہمیں بھی پتہ ہے جب ہم اسکو عدالت کے سامنے پیش کر لیں گے وکیل کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ عدالت کی نفیسیات کو جانیں۔ آپ کے جو نیچے والے آفسران ہیں یہ جو کبھی کبھار اٹھتے بیٹھتے ہیں تو ہم انکی conduct سے کچھ آسانی سے اخذ کر لیں گے کہ ہماری تحریک

کا کیا ہونے والا ہے لیکن میں جناب سے یہ کہوں گا کہ وہی بات میں کہوں گا کہ Life is short and heart is long. جناب! ہر چند یہ کہ اس وقت آپ اپنی کرکسی پر برآ جمان ہیں لیکن آپ نے دوٹ بھی لیا ہے جعیت علماء اسلام سے ایم ایم اے سے گوادر کے معاملے میں آپ لوگوں کی بلیک اینڈ وائیٹ ایک ایگر یمنٹ بھی رہی ہے ہر چند یہ کہ اُنمیں کچھ defect ہیں آپ لوگ ان کے ہاں وکیل بھی رہے ہیں عالم بھی، میں ان دوستوں میں سے ایگر یمنٹ میں ہیں میں انہیں کسی اور دن اٹھا لوں گا کہ آپ لوگوں کی جو ایگر یمنٹ ہے یہ شرعاً و قانوناً باطل ہے کیونکہ اُنمیں کچھ سقتم ہے۔ لیکن technicality کے حوالے سے جو آپ لوگوں کی نئیت رہی ہے آپ لوگوں کی جو یہ ایگر یمنٹ ہے اُنمیں گیارہ نمبر آئی ڈم گوادر کے سلسلے میں ہے میں اُسکو جناب کی اجازت سے پڑھا لوں گا۔

جناب اپنیکر: چکول صاحب! ایک بات آپ وہ، آپ لوگوں سے مراد اسوقت یہاں پر ایک ایم اے کا پار لیمانی لیڈر مولا نا واسع صاحب بیٹھے ہوئے ہیں میں بحیثیت نجی ادھر بیٹھا ہوں اور آپ نے بار بار کہا ”آپ لوگ“ پا آپ استعمال نہ کریں۔

کچکوں علی ایڈو وکیٹ : pardon me. جناب والا! یہ آئیٹم نمبر 11 جو ہے میں اسکو پڑھ لوں گا۔ کہ deep sea port کے معابرے میں حکومت بلوچستان کو فریق بنایا جائے گا۔ فیڈرل کوشل اتحاری کی بجائے بلوچستان کوشل اتحاری کی بحالی کی جائے گی۔ ساحلی پی پر ضلع گوادر پر یونی ووفاقی الائمنٹ کی منسوخی، سرمایہ کاری میں مقامی شراکت کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ 85 فیصد ملازمتوں پر بلوچستان کے مقامی افراد کو تعینات کیا جائے گا۔ ان کی تربیت کے لئے میرین اور ڈیپ سی کالجوں کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ یونی آباد کاروں کی ممانعت ہوگی۔ ماہی گیروں کی صنعتوں کا قیام اور ٹرالر لانچوں اور پلاسٹک نیٹ پر پابندی اور ماحولیاتی آلودگی پر پابندی وغیرہ کیلئے مشترکہ قانون سازی کی جائے گی۔ جناب! ابھی میں آؤ نگا میں اپنی تحریک التواء پر۔ کہ اسکو جب انہوں نے کینسل کیا تھا مجھے فشریز ڈیپارٹمنٹ میں جو فیڈرل گورنمنٹ کی کابینہ کا فیصلہ تھا مجھے اُس متعلقہ پورشن کی کاپی کس طرح ملی؟ اُس نے فیڈرل گورنمنٹ نے یہ کہا ہے کہ جو سنگھار پروجیکٹ ہے اسکو ہم لوگ منسوخ کر رہے ہیں۔ اور اسکا نام ہم لوگ عمر ہیڈر کھلیں گے جناب! ہم نے فوراً اسٹیمپٹ دیا کہ بھی یہ تو ہماری صوبائی خود محنتاری

کی مدخلت ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ کو، میرے پاس اسوقت آئین بھی ہے، کہ آئین کے آڑکل 152 کے تحت وفاقی حکومت کس طرح زمین acquire کر لے گی جناب والا! اسیں ہماری بے کسی اور اپنی زور آوری کا مظاہرہ کر کے یہ جو آئین ہے اُسکا جو متعلقہ آڑکل ہے اُسکو violate کی۔ جناب کی اجازت سے میں یہ آڑکل پڑھ لوں گا۔ (Article 152) (جناب والا!

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر ایں اینڈ جی اے ڈی): جناب اسپیکر! یہ admission ہو جاتی ہے تو پھر یہ کھل کے اپنی تقریر کریں۔ ایک نقطہ میں عرض کرتا ہوں جس کی وجہ سے یہ تحریک التوانیں بنتی ہے۔
جناب اسپیکر: جی۔

کچلوں علی ایڈ ووکیٹ: جناب والا! میں اس پر آجائیں گا۔ میں نے جو پہلے اپنی تمہیدی جو تھی ناں بحث کی مجھے بتایا تھا کہ آپ ہائی کورٹ کا حوالہ دیں گے انشاء اللہ میں نے prepare mentally اپنے کو کیا ہے میں یہ ساری چیزوں کو جناب کے حضور میں پیش کر لوں گا۔ آئیں سر!

Acquisition of land for Federal purpose. The Federation may, if it deems necessary to acquire any land situated in the Province for any purpose connected with a matter with respect to which [Majlis-e-Shoora (Parliament)] has power to make laws, required the Province to acquire the land on behalf,

بہاں سے سر! law کے معنی - Act of Parliament

Federal Government is bound if she wants to get a piece of land from the Province she should table a Bill and make that Bill as an Act. The all modus- operandies of that acquire must be mentioned in that Bill, then Federal Government can get and acquire the Land. But

unfortunately, the Federal Government has neither bother about the Constitution nor she has considered the privilege, under privilege Province of a Country and their masses and the right of masses.

اس پر جناب والا! جب اس نے cancel کیتے تھے میں نے statement دیا کہ بھی وفاقی حکومت تو انہا ہو چکی ہے، وہ ہمارے حقوق کو جانتا ہے نہ آئین کو دیکھتا ہے۔ پھر انہوں نے کیا کیا۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: چکول صاحب!

چکول علی ایڈو وکیٹ: سُنیں جناب والا! ادب کے ساتھ کہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: چکول صاحب ایک منٹ۔

چکول علی ایڈو وکیٹ: جی sir

جناب اسپیکر: یعنی، آپ تو مکمل بحث کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں اس کی admissibility پر آپ کچھ کہیں۔

چکول علی ایڈو وکیٹ: میں سر! آ جاؤں گا admissibility پر۔ جناب والا! یہاں سے law کے معنی ہے ایک آف پارلیمنٹ میں نے ایک statement دیا کہ وفاقی حکومت تو انہا ہو چکی ہے وہ نہ ہمارے حقوق کو جانتا ہے اور نہ ہی آئین کو دیکھتا ہے۔

جناب اسپیکر: چکول صاحب آپ اس کی admissibility پر بات کریں۔

چکول علی ایڈو وکیٹ: جناب اسپیکر! میں اس کی admissibility پر آ جاؤں گا۔ جناب والا فیڈرل گورنمنٹ نے دیکھا کہ ہم نے ایک بڑی خطا کی ہے۔ اس نے گورنر سے کہا کہ ہم سے جو خطا ہوئی ہے لہذا آپ اسے منسوخ کریں۔ اور گورنر صاحب نے غیر قانونی طور پر اس کو منسوخ کر دیا۔ اس کا آرڈر ہے میں پڑھ کر سنالیتا ہوں اس میں نہ کوئی justification ہے نہ reason ہے نہ کوئی اور وجہ گورنر اور بلدیات ڈیپارٹمنٹ نے آئین کی آرٹیکل 24 کی وجہاں اڑادی ہیں۔ آرٹیکل 24 کے تحت جس

شخص کے جو بھی حقوق ہو اگر صوبائی حکومت ان کو لینا چاہتا ہے اس کا بھی ایک طریقہ کارہے کہ وہ bill table کریں۔ 1993 کی بات ہے۔ گورنر رانی صاحب تھے یہاں بہت سی زمینیں بے ضابطگی سے الامنٹ ہوئی تھیں تو جناب والا! ایک آڑور پاس ہوا اس آڑور کے تحت یہ طریقہ کارروائی تھا کہ اس زمین کی الامنٹ کو منسوخ کیا جائے گا اور اس کو جو معاوضہ ہے grievance جو الائی متاثر ہے ہوں ہم انہیں کس طرح ایڈجسٹ کریں جناب والا! ہم اس کو repeat نہیں کریں گے لیکن سیاست میں ہمیں یہ گناہ کرنے پڑیں گے ہم نے اس لئے کہا تھا کہ یہاں سے کسی مقامی کو گورنر نہیں لیں گے بلکہ اس کے برعکس دوسرے صوبے سے گورنر لائیں گے اور اس سے اس طرح کے کام لیں گے۔ اور انہوں نے مے ماشاء اللہ اس سے کام لیا۔ ابھی اس پر آ جاتا ہوں۔ حالانکہ انہوں نے ایک کمیٹی تشکیل دی اخبارات میں ہم نے دیکھا کہ میں بھی اس کا ممبر ہوں لیکن باقاعدگی سے اس سلسلے میں ہمیں کوئی سرکاری چھپی موصول نہیں ہوئی۔ میرے پارلیمانی وزیر نے کہا کہ روز 73 کے تحت adjournment ہیں ان کی تشریع و تفسیر کے لئے چاہیے کہ جس نے روز یا قانون بنایا اس کے دماغ کو دیکھیں۔ میر عبد الرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب اسپیکر! پونکٹ اف آڑور۔

جناب اسپیکر: جی جمالی صاحب!

میر عبد الرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): روز 73 جو معزز کرنے quote کر رہے تھے میں وہ ایوان کو پڑھ کر سناتا ہوں کہ وہ کیا کہتا ہے۔

No motion which seeks to raise discussion on a matter pending before any statutory tribunal or statutory authority performing any judicial or quasi judicial function or any commission or court of enquiry appointed to enquire

کچکوں صاحب اس پر آئینے گے تو ہمارا دن ڈھل جائے گا۔ into,

جناب اسپیکر: کچکوں صاحب آپ مختصر کریں کیوں کہ یہ بحث کے لئے منظور نہیں ہوا۔

چکول علی ایڈوکیٹ: No motion which seeks to raise discussion on a matter pending before any statutory tribunal.

یہ ٹریوئل نہیں کیونکہ ٹریوئل کو گورنمنٹ constitute کر دے گی یہ ریگو لر کورٹ ہے ریاست کے تین آرگن ہے مقتضی، عدیہ اور انتظامیہ اور ہر ایک اپنے دائرے میں کام کرتے ہیں اگر ہم لوگ اس کو خود ہی appoint کرتے ہیں پھر اس مسئلے کو ہم ادھر زیر بحث لاتے تو تب یہ بات آتی۔ دوسری بات اس میں منطق اور فلسفہ ہے اگر دوآدمیوں کے مقدمات عدالت میں ہوں اس کو زیر بحث نہیں لانا چاہیے کیوں کہ ایک کے حق میں بولیں گے اور دوسرے کو آپ روکریں گے جناب! ان جیسے معاملوں کی ہماری زمین جو کہ یہاں کے لوگوں کے right ہے فیڈرل گورنمنٹ غیر قانونی طور پر منسوخ کر دیں بعد میں اس نے محسوس کیا کہ ہم نے غلطی کی ہے پھر انہوں نے بندوق صوبائی حکومت کے کندھوں پر رکھ دیا کہ اسے منسوخ کریں۔ وہ بھی آئین violation کی ہے۔ جناب والا! میں گورنمنٹ سے کہوں گا کہ آپ لوگوں نے کمیٹی کیوں constitute کی ہے میں ان کی خدمت میں یہ بھی کہوں گا کہ یہاں کوئی جو ڈیشی نہیں جو جرنیل کہیں گے وہی ہوگا۔ یہ ہمارے حقوق کا معاملہ ہے اس پر بحث ہونی چاہیے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): پوانٹ آف آرڈر۔

جناب اسپیکر: چکول صاحب! مولانا عبدالواسع صاحب پوانٹ آف آرڈر پر ان کو پہلے سنتے ہیں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! میں چکول صاحب سے کہتا ہوں کہ گوادر کے مسئلے پر ہم سے بات کریں کیونکہ پورے بلوجستان کے عوام کو اس سے ہمدردی ہے وہ اس طرح تقریر کر رہے ہیں جیسا کہ میں ان کے مقابل میں کھڑا ہوں اور انکا دشمن ہوں میں ایک بار پھر ان سے کہتا ہوں کہ آرام اور تسلی سے ہمیں بتادیں کہ آپ گوادر میں کیا چاہتے ہیں ہم آپ کی معاونت کرتے ہیں آپ مانتے نہیں ادھرا دھر کی باتیں چھوڑ دیں۔

چکول علی ایڈوکیٹ: میں کہتا ہوں کہ آپ کے چیف منسٹر نے کیا کیا اور آپ کی لوکل گورنمنٹ نے کیا کیا اور آپ کا بینہ میں بیٹھے ہیں آپ نے اس سلسلے میں کیا اقدام اٹھایا ہے اس لئے آپ کی جو ذمہ داری ہے ان ذمہ داریوں کے بارے میں قانون اور آئین پارلیمانی ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے آپ کو

احساس دلاتا ہوں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): کچکوں صاحب! ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ گواہ میں آپ چاہتے کیا ہے
ہمیں مختصر آپتا ہائے۔

کچکوں علی ایڈو ویکٹ: جناب والا! آپ کو اتنا پتہ نہیں کہ گودار کی سنگھار پر اجیکٹ جس پر اربوں روپے خرچ ہوئے ہیں اور اس کو اب justification کیا گیا بغیر کسی cancelled کے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): آپ کو اتنا معلوم ہونا چاہیے کہ سنگھار ہاؤ سنگ اسکیم کا معاملہ آپ نے اٹھایا اگر آپ کو علم ہوا س سے پہلے والی اسمبلی میں یعنی 1998 میں جمالی صاحب کی گورنمنٹ تھی ہم یہاں رونارور ہے تھے کہ سنگھار ہاؤ سنگ اسکیم جرنیلوں بیور و کریٹس اور سرمایہ داروں جو کہ صوبہ سے باہر کے لوگوں کو الات کیا گیا ہے۔ لہذا جتنی بھی الٹمنٹ ہیں کوہ باطل پروہ منسون ہونی چاہیں اس سے قبل ہم تحریک اس لئے چلا رہے تھے اور اس اسمبلی کے ریکارڈ میں موجود ہے۔

چکاوی ایڈو وکیٹ: حشو انی بنا رہا ہے ان کی منسون خ نہیں ہوئی، بڑوں کی منسون خ نہیں ہوئی۔

مولانا عبد الواسع (سینٹر وزیر): اگر آپ یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ بڑوں کی الائمنٹ منسوج نہیں ہوئی ہے یعنی جرنیلوں بیور و کریٹس اور دوسرا سرمایہ داروں کی منسوج نہیں اور وہاں کے مقامی لوگوں کی منسوج ہوئی ہے۔ تو آپ کی بات بجا ہے اگر سنگھار ہاؤ سنگ اسکیم کی الائمنٹ مکمل طور پر منسوج ہوئی ہے جس کے لئے ہم تحریک چلا رہے تھے، ہم آپ کے شمول کیونکہ اسکا آپ کو بخوبی علم ہے کہ سنگھار ہاؤ سنگ اسکیم میں کسی غریب آدمی کو پلات لाएت نہیں ہوا ہے محض وہاں کے چند مقامی کو اس کا بھی مجھے علم نہیں لیکن اس میں اکثریت بلوچستان کے بڑے اور ملک کے بڑے بڑے جرنیلوں بڑے بڑے سیاست دانوں نواز شریف، نظیر فلاں ۔۔۔ شور

کچوں علی ایڈ وو کیٹ: ہوٹل بن رہا ہے۔۔۔۔۔ (شور، شور)۔

مولانا عبدالواسع (سینٹر وزیر): میری عرض سنیں اگر۔۔۔۔۔

چکوں علی ایڈو وکیٹ: جناب والا! لیکن اسے کینسل کر کے بڑوں کو۔۔۔۔۔ (شور، شور)

جناب اسپیکر: او کے آپ آپس میں بات نہ کریں۔

کچکول علی ایڈوکیٹ: جناب! یہ پاکستان میں ہمارے جزرلوں کو کریزی آف لینڈ ہیں دس دن پہلے ہمارے سپریم کورٹ کے فل بیٹھ نے، ویلفیر ٹرست آرمی نے سارے لینڈ لیے آپ بدین جائیں آپ حیدر آباد اور ٹھٹھہ جائیں یہ گواہ کی زمین بھی جزرلوں کی ہو گئی جناب والا! میں آپ کو یہ کہہ دوں گا آپ لوگ ان معاملوں میں سنجیدگی سے confidence لیں یہ ایک زیادتی ہو رہی ہے اس زمین کو اب فیڈرل گورنمنٹ اپنے لئے کیا کیا ہے۔ (شور، شور)

جناب اسپیکر: کچکول صاحب آپ کی بات ریکارڈ ہو گئی آپ تشریف رکھیں ابھی اچھی خاصی بات کی۔
کچکول صاحب ابھی آپ کی سن لیا میں ان سے پوچھتا ہوں آپ تشریف رکھیں۔

کچکول علی ایڈوکیٹ: ہمارے بلدیات منش نے ان کو کینسل کیا کہ گورنمنٹ میں نے آپ کی خدمت میں یہ کہا تھا کہ یہاں جو قانون ہے جناب والا آرٹیکل 24 کو وہاں ایک اسیبلی یا پارلیمنٹ کے تحت کسی زمین کو کینسل کیا جائے گا کہاں گیا ہے آپ لوگوں نے ایکٹ کہاں بنادیا ہے ایک حکم کے ذریعے ایک notification کے ذریعے کے جناب والا! لوگوں کے حقوق کو نہیں چھینا جائے گا یہ ایک individual معاملہ نہیں ہے یہ اجتماعی معاملہ ہے آپ لوگوں کو ہم لوگ قانون بتا دیتے ہیں آپ مجھے یہ بتا دیں گورنمنٹ کہ آپ لوگوں نے آرٹیکل 24 کو جس کی ہمیں یہاں نظر بھی ملتی ہے جب جمالي صاحب کے دوران جو زمین منسون کئے تھے درافی صاحب نے ایک آرڈیننس پیش کیا تھا وہ کہاں ہے جناب!

جناب اسپیکر: او کے، جی۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): جناب ایک نقطے پر میں آزربیجان ممبر کو جواب دوں کچکول علی ایڈوکیٹ صاحب کا جواب نے کہا تھا حشواني کی کینسل نہیں ہوئی ہے۔

جناب اسپیکر: حشواني کی بات نہ کریں یہ آپ پھر حشواني کی بات۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): حشواني نے دوسرے نے کورٹ جا کر اپنی بحال کروائی اور یہ مسئلہ بھی کورٹ میں ہے کچکول علی صاحب یہ مسئلہ بھی سارا کورٹ میں ہے ابھی جو مسئلہ کورٹ میں ہو گا۔

(شور، شور، شور)

جناب اسپیکر: او کے، گلیو صاحب۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر پارلیمانی امور): رونز کے تحت کوئی بھی ایسا معاملہ جو کسی عدالت ٹریبونل یا کسی کمیشن میں زیر سماحت ہو کیونکہ اس معاملے پر اسمبلی میں بحث نہیں کی جاسکتی چونکہ معاملہ عدالت عالیہ بلوجہستان میں زیر سماحت ہے اس لئے بلوجہستان اسمبلی کے قواعد و انصباط کار محریہ 1974 کے قاعدہ 73 کے تحت اس تحریک التواء پر بحث نہیں کی جاسکتی میری یہ گزارش ہے واقعی میرے محترم نے بڑے اچھے پوائنٹس اٹھائے ہیں مولانا صاحب نے بھی واضح طور پر کہا ہے کہ ہم سب مل کر اس زمانے میں بشمول یہ ایک پارٹی ہو کر اس کو کینسل کرنے کے پیچھے تھے ابھی آج موصوف ایک تحریک التواء لے آتے ہیں کہ نہیں جی ہمارے حقوق پامال ہو رہے ہیں ہمیں کوئی سمجھنیں آرہی ہے اس بات کی کہ آپ کیا چاہتے ہیں ایک منٹ بولنے دیں۔

جناب اسپیکر: او کے، جام محمد صاحب۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر پارلیمانی امور): بلیدی صاحب ایک منٹ بات کر لیں پھر آپ کے موقع ہیں تو میں اپنے بھائیوں سے گزارش کرتا ہوں گوادر ڈولپمنٹ اخوارٹی کے جو منستر ہیں ان کا بھی آج notification ہو رہا ہے وہ بھی انہی کے علاقے کے ہیں تو ہم چاہتے ہیں یہ ان کے ساتھ بیٹھ کر اپنا مسئلہ حل کریں بجائے اس کو وہ زیادہ اچھالیں اس سے ہو گا کچھ بھی نہیں جتنا قانون کچلوں علی صاحب جانتے ہیں ہم بھی اتنا ہی جانتے ہیں باقی میں معزز قائد ایوان سے کہونگا کہ اس پر بھلی وہ اپنا تشریع کریں

جناب اسپیکر: جام صاحب!

جامع میر محمد یوسف (قائد ایوان): thank you جناب اسپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کے یہ دائرہ اخلاق میں ہے کیونکہ ہر وہ بات کو بر ملا اس ایوان میں ذمہ داری اس کی یہ ہوتی ہے کہ وہ حکومت کو ان چیزوں سے آگاہ کریں جو واقعی ambiguity ہے یادوں کے جس طرح آپ نے Identify کیا کہ فیدرل کے حوالے کیا یا اس کے زور قلم ہم نے ان کے ہر ایشوں کو مانا ہے یہ دراصل حقیقت میں ایسی بات نہیں ہے basically concept جو گوادر کا سنگھار کا یہ آ جکا نہیں ہے تقریباً پچھلے

بیں، پچیس سال سے یہ گوادر سنگھار ہاؤسنگ اسکیم کے نام سنتے آرہے ہیں اور اس میں یہ بھی میں ضرور کہوں کہ 75 فیصد فوجی لوگ جزل لوگ اور بڑے پلٹیکل لوگ اور جنہوں نے پاکستان کی اقتدار اعلیٰ میں رہتے ہوئے وہ تمام بینی فیش حاصل کیں آج ہمارے پاس اس میں شاید زمین ہماری نہ ہو لیکن دوسروں کی نسبتاً گوادر سنگھار میں انہوں نے یہ بینی فیش حاصل کی ہو لیکن میں یہ واضح کرتا چلوں کہ گوادر ڈولپمنٹ اتحاری کا قیام ہو چکا ہے اور اس میں آپ لوگوں کا ہی بلوچستان کا ایک اچھا خاصہ جسے میرے خیال میں بلوچستان کا ہر فرد اسے ایماندار اور بہت ہی اچھا بیور و کریٹ آدمی تصور بھی کیا جاتا ہے اور وہ بھی بھی ایسی چیزوں پر آنچ آنے نہیں دینگے اور بلوچستان کے ہیں اور گوادر کے ہر اس چیز پر ہم یقین سے بتاتے ہیں کوئی ایسی بات مانیں گے نہیں جس پر وہ حرف آخر آ جائیں کہ ہم ہر چیز بلوچستان کے حوالے سے یہ بات کریں لیکن میں یہ ضرور بتاتا چلوں کچوں صاحب اس نے بڑے اچھے خاصے کے ایم بی پی ٹی بھی بتائی اور ڈیفرنٹ ریفرنس کے ہر آرٹیکل کے اس نے اس پر زور بھی دیا لیکن میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ In 73 according to rule of procedure continuation we every person of this respectable of this Assmebly were the part of parcel that governemt and we did not to take any kind of action against generis or others people to claim in for the first time I think let me should appreant کہ واقعی ان لوگوں نے کیوں سنگھار میں یہ چیزیں لیں the house that جزل مشرف کو بھی ہم یہ کہیں گے اس نے بہت ہی بڑا اچھا ایک کام کیا جس نے ہمیں کہا کہ جی یہاں جزل اور فوجی اور نیوں کے پاس اتنی بڑی پر اپرٹیاں ہیں ان ساروں کو ختم کیا جائے کیوں یہ ان چیزوں پر ہاوی ہیں یا تو ڈولپمنٹ کے اور ٹوریزم اور دوسرے point of views کے اندر ہیں یا پاکستان کے کسی بھی اچھے شہر میں آباد ہیں چاہیے آپ کی زمین ہو میری زمین ہو یا کوئی میں ہو یا کسی زمین پر بھی اس بلدیاتی زمین میں شہری علاقے میں رہتے ہیں اگر آپ دو سال کے اندر بھی اس پلاٹنگ میں اگر آپ کام شروع نہیں کرتے تو بلدیات والے یا اے ڈی والے یا دوسرے وہ بھی ہمیں نان یوٹیلاائز

یشن کے لئے ایک رقہ بھیج دیتا ہے کہ جی آپ نے یہ کام نہیں کیا آپ نے اپنی دیوار نہیں بنائی یا آپ نے اپنی ہاؤسگ شروع نہیں کی ہے یا آپ نے اپنا کام شروع نہیں کیا تو وہ ایک لاکھ یا تین لاکھ یا چار لاکھ کا ایک بڑا نوٹس بھیج دیتے ہیں تو میں آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ یہ بیس سال میں اگر جن افراد نے یا فوجی افسروں نے نیوی ائیر فورس نے یا اس میں بلوج ہو یا وہاں کے مقامی لوگ ہوانہوں نے کیوں اپنی ہاؤسگ

اسکیمیں نہیں بنائیں اس کی وجہ کیا تھی صرف group کرنے زمین حاصل کرنے کی وجہ تو نہیں کہ ایک آدمی اتنی بڑی زمین اتنی بڑی زمین ہے ہاؤسگ کی group کر کے بیٹھ جائے اور کوئی کام ہی نہیں کریں صرف مساوائے کے الیکٹریفیکیشن نہیں ہو رہی ہے یا پینے کا پانی نہیں ہے یا حکومت بلوجستان نے اُنکی کوئی ایسی ذمہ داری تو نہیں لی تھی جب ان لوگوں کو سنگھار ہاؤس میں یہ جو اسکیمیں ہم نے دی ہیں اور ان کو یہ کہا ہے کہ جی حکومت بلوجستان جب تک آپ الیکٹریفیکیشن نہیں دینے تو تب ہم آپ کو دینے وہ توجہ تک ایک آدمی اپنے سٹرپھر اور تمام چیزوں کو وائندھاپ کر لیں تو تب وہ حکومت بلوجستان کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ان کو واٹر اور دوسری فیسلیٹ پروانڈ کریں لیکن انکے بارے میں یہ میں واضح طور پر بتانا چاہتا ہوں کہ صدر پاکستان بھی آئے تھے اور ہم نے انہیں یہ کہا تھا کہ اگر حکومت پاکستان اپنی طرف سے ایک رائے دیتی ہے کہ جی ٹھیک ہے یا فوجی افسر بھی چلے جائیں اور یہاں فوجیوں کے پاس بھی زمین ہے وہ بھی چلے جائیں اور بڑے بڑے ان کے پاس پلاٹ ہیں وہ بھی ان سے لیا جائے اور بلوجستان کے اس گوادر کو attentive کے انداز سے دیکھتے ہوئے اس کو اگر پراگر لیں اور دوسری چیزوں کو اگر گوادر کے سنگھار کو اگر ہم ایکٹیویٹ کر لیں تو میرے خیال کیا برا ہے ہاں according to law کے تحت وہ ٹھیک ہے ایک آدمی کی پراپرٹی ہے اگر وہ پراپرٹی اس کے پاس ہے تو کورٹ وہ ذمہ دار ہے کورٹ کے پاس یہ کیس چلے گئے ہیں اور کورٹ اس کا صحیح طرح فیصلہ کر سکتی ہے بلوجستان کی کورٹ ہے اور بلوجستان کی کورٹ میں جب کسی فرد اور کسی individual میں اگر کورٹ کے اندر اپنی وہ ریٹ ظاہر کیتے تو میرے خیال میں کورٹ an is the highest to stay کر دیں کہ یہ چیز غلط ہوئی ہے یا صحیح ہوئی ہے اور میرے خیال position to declear

بھی ہو چکا ہے اور ہم کوشش کرتے ہیں کہ جس طرح آپ نے اپنی تحریک میں یہ لکھا ہے کہ جی بجائے اسے سنگھار ہاؤس ہونا چاہیے آپ نے اسے عمر ہیڈ کیوں نام دیا گیا اگر انگلش میں عمر ہیڈ کو اگر ہتھوڑا کہہ دیں تو وہ نہیں ہو سکتا ہے تو یہ میرے خیال میں سنگھار بھی اسی طرح رہیگی اور یہ ہم واضح طور پر بتاتا چلیں کہ سنگھار accordingly to the wishes of government of Balochistan. recommendation کے تحت ہو گا یہ ہم پر یہ یہ یہ صاحب بھی کی اور پر یہ یہ یہ صاحب سے بھی ہماری بات ہوئی اور یہ کوئی ایسا بڑا مسئلہ نہیں کہ کوئی باہر سے آدمی آ کر لے جائیگا اور ہم ایسے دیکھتے رہیں گے سنگھار کے بارے میں جو سب سے بڑا مسئلہ ہمارے لئے گواہ ڈولپمنٹ اتحاری اور دوسروں کا تھا جس میں اتنا بڑا خلاء پیدا ہوا تھا سارے لوگ یہ کہہ دیتے کہ شاید سارا گواہ مرکز کے حوالے ہو جائیگا لیکن آپ نے خود یہ دیکھا جب پر یہ یہ یہ پاکستان یہاں کوئی میں تھے اور tour میں ہمارے سارے کابینے کے لوگ ان سے ملے اور ان سے ہم نے صحیح انداز میں باتیں کیں اور جب کابینے سے وہ مخاطب ہوئے تو اس میں کلیئر ہو گیا کہ یہ ٹول گواہ کے جو فیصلہ کرنے والے ہیں وہ پرانشل گورنمنٹ ہے وہ پرانس کے اختیار میں ہے ہاں وہ ہمیں نوٹیفلشن کریں وہ ہمیں بتائیں کہ جی ان کی جہاں according to requirement ہے requirement کے لئے حکومت پاکستان جہاں بھی وہ چاہے گی زمین مانگے تو وہ گورنمنٹ بلوجتن کی اپنی discretion میں ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کو زمین اور میرے خیال میں آپ لوگوں کے ٹائم کے اندر بھی جو پاس پر یہ یہ یہ میں بھی کوئی ایسی چیز آپ نہیں دیکھ سکیں گے جب حکومت پاکستان اگر کسی چیز مانگی ہے یا زمین مانگی ہو تو گورنمنٹ بلوجتن نے اس کو rectify کیا ہوا ہو یا reject کیا ہوا اور یہ پاکستان کا میں سمجھتا ہوں بلوجتن بھی حصہ ہے اور آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ پاکستان سے الگ تھلک رہ کر بلوجتن اگر کوئی فیصلہ کرے گا وہ دوسرا ہی فیصلہ ہو گا بلکہ ہم رہتے ہوئے پاکستان سے اپنے رائیت ہے بلوجتن کے اور بلوجتن کے حقوق کے میرے خیال میں ہمیشہ ہم ساتھ ہونگے اور اگر جہاں بھی regularity ہے ہم نے ہمیشہ یہ واضح طور پر کہا ہے کہ بیٹھ کر ہم ان سے بات کریں اور ہماری representative پر جو یہاں جو ڈی جی اتحاری کے جو منتخب ہوئے ہیں وہ بھی مجھے ہمیشہ اس کی روپورٹ میں دیتے رہے ہیں اور

میرے خیال میں وہ اتنا ہی اس بلوچستان کے بارے میں سمجھیدہ ہے جتنا ہر شخص ہر بلوچستان کا فرد آپ ہوں یا میں ہوں وہ بھی اتنا ہی بلوچستان کے بارے میں اچھے انداز میں سوچتا ہے بلکہ ڈولپمنٹ کو مد نظر رکھتے ہوئے میں کچکوں صاحب کو بھی یہ کہونگا کہ اس پروس کو اور ڈولپمنٹ کو کوئی روک نہیں سکتا ہے ہاں اسکے rights اور ہمارے جو اپنے reasons ہیں اس پر ہم ہمیشہ سٹینڈ لیں گے ہم ہر جگہ بتائیں گے کہ جہاں ہمارے رائیس ہیں وہ کوئی بھی ہو حاکم ہو حاکم اعلیٰ ہوا سے بتائیں گے جی یہ چیز اس طرح نہیں اس طرح ہونی چاہیے۔
(مداخلت)

حافظ حسین احمد شروعی (وزیر بلدیات): جناب! یہ وضاحت بھی کریں کہ جو عمر ہیڈ ہے یہ سنگھار پتہ نہیں ہے انہوں نے یہ لکھا غلط ہے۔

جامع میر محمد یوسف (قائد ایوان): نہیں میں ابھی اس کی وضاحت نہیں کر سکتا لیکن میں یہ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر واقعی یہ تمام جزئیاً اور یہ جتنے بھی فوجی افسران ہیں ان کو نکلا جا رہا ہے اس میں اس ڈولپمنٹ کے پروس سنگھار شروع کرنے والے تو میرے خیال میں یہ توبہ اچھی بات ہے ویسے بھی اپوزیشن نے یہاں تک کہا تھا ہمیں کہ جی جب ہم گوارد گئے تھے وہاں لوگوں نے ہمیں یہ کہا تھا کہ جی آپ banlift کر لیں نہیں ہم نے کہا کہ جی ہم banlift نہیں کریں لیکن خود ہی انفرادی صورت میں لوگ کوڑ کے اندر گئے اور banlift ہو گیا اگر ہم ان کو روکتے تو کل شاید آپ لوگ ہی کہتے کہ یہ banlift ان کو کیوں اجازت دی جا رہی ہے لوگ خود چاہتے ہیں کہ ڈولپمنٹ ہو زمینیں کے اگر لوگ اپنی پر اپرٹی کو اگر جس انداز میں بیچنا چاہیں تو ہم ان کو نہ روک سکتے ہیں نہ ان کو کہہ سکتے ہیں بلکہ وہ ذمہ دار ہیں ان میں میرے خیال میں گوارد کے لوگ ہوں یا بلوچستان کے کوئی بھی علاقے کا آدمی ہو اگر وہ اپنی پر اپرٹی کو جس انداز میں بیچنا چاہتے ہیں بلکہ ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ جی یہ اچھی چیز نہیں ہے اگر اس کو آپ wait کر کے جب ڈولپمنٹ اچھی ہو تو پھر اس میں آپ اپنی بارگینگ کر سکتے ہیں کسی دوسرے آدمی کو کہہ سکتے ہیں کہ جی اس کو اس پر اس میں لی جائے تو میں کچکوں صاحب کو کہونگا کہ آپ اس تحریک پر زور نہ دیں انشاء اللہ ہم مل کر آپ کے ساتھ

اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کریں گے کوئی آکر جرأہم سے یہ ہمارے rights نہیں لے سکتے ، thank you جی۔

جناب اسپیکر: کچکول صاحب! میرے خیال میں اس پر اب زور نہ دیں۔

کچکول علی ایڈوکیٹ: ہمارے سی ایم صاحب نے جو گزارشات اسمبلی کی فلور پر کی ہیں تو ہم اخلاقاً bound ہیں جناب والا! کہ یہ سنگھار اسکیم بلوچستان اور بلوچستان کے لوگوں کے لئے ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اس کا ایک طریقہ کار ہو ہم کہتے ہیں کہ بالکل وہ اپنے کو قابو میں رکھیں فیڈرل گورنمنٹ کو نہ دیں بلوچستان کے مفادات میں تحفظ کرنا اس کی ذمہ داری ہے یہاں پر وہ کوئی طریقہ کار بنادیں یا یہاں کے لوگوں میں کس طرح آز سنزوہ الاط کر دیگا، لیکن ایک سر! قانونی معاملہ ہے اگر سی ایم صاحب اس سلسلے میں مجھ سے ڈسکس کر دیں کہ یہاں جو آرٹیکل 24 ہے میں پھر repeat کروں گا کہ اس کے لئے اس کو ایک بل لانا چاہیے تھا کہ ہم اس کو ان وجوہات کے تحت کینسل کر لیں گے اور ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم لوگ اس کو اس طریقے سے مزید لوگوں کی فلاج و بہبود کے لئے اور ایک اسکیم بنانا چاہتے ہیں یا اس میں کچھ beach میں وہ ہمیں یقین دہانی کر لیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب اسپیکر: آپ بیٹھ جائیں سی ایم صاحب کے ساتھ پھر جام صاحب یہ پھر آپ کے ساتھ بیٹھ جائیگا۔

جام میر محمد یوسف (قاائد ایوان): اگر وہ چاہیں گے بیٹھ کے کمیٹی فارم کریں گے پھر اس پر بیٹھ کر supervision پر بات کر لیں گے جہاں بھی آپ لوگوں کو نظر آتی ہیں تو اس پر بیٹھ کر۔

جان محمد بلیدی: اے کیلے میری بات کرنے سے کچھ نہیں ہو گا یہ ہو گا تو سب کے سامنے ہو گا عوام کے سامنے ہو گا۔

جناب اسپیکر: او کے بلیدی صاحب! (دولنگ)

چیف منسٹر صاحب کی یقین دہانی کے بعد محرك اپنی تحریک پر زور نہیں دیکھاتھریک نہیں جاتی ہے۔

جناب اسپیکر: محمد نسیم تریائی صاحب اپنی تحریک التوانہ نمبر 71 پیش کریں۔

محمد نسیم تریائی: میں بلوچستان اسمبلی کے قواعد و انصباط کا راجحہ 1974 کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت حال

ہی میں وقوع پذیر اور فوری اہمیت کے حامل انسانیت سوز واقع کے خلاف ذیل تحریک کا نوٹس دیتا ہوں۔
 تحریک یہ ہے کہ بروز اتوار 4 جنوری 2004 کو چن کے قریب کلی فیضو کے علاقے میں ایف سی کی جانب سے فائرنگ کے نتیجے میں ایک خاتون سمیت تین شخص شدید زخمی ہوئے اس فائرنگ کے نتیجے میں جہاں تین معموم شہری بلا وجہ زخمی ہوئے یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ ایک گنجان آباد علاقے میں اس ناروا عمل کا کوئی جواز نہیں بتا ہے اس سے پیشتر بھی اس معزز ایوان میں متعدد بار اس تشویش سے آگاہ کر دیا لیکن بے سود رہا کیونکہ ایف سی اس معزز ایوان کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے مذکورہ علاقے میں دہشت پھیلانے اور عوام کو اپنے دباو میں لانے کے پیش نظر اس قسم کے وحشانہ اور جارحانہ عمل سے باز نہیں رہتی لہذا اس سمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور بنیادی مسئلے پر عام بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ بروز اتوار 4 جنوری 2004 کو چن کے قریب کلی فیضو کے علاقے میں ایف سی کی جانب سے فائرنگ کے نتیجے میں ایک خاتون سمیت تین شخص شدید زخمی ہوئے اس فائرنگ کے نتیجے میں جہاں تین معموم شہری بلا وجہ زخمی ہوئے یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ ایک گنجان آباد علاقے میں اس ناروا عمل کا کوئی جواز نہیں بتا ہے اس سے پیشتر بھی اس معزز ایوان میں متعدد بار اس تشویش سے آگاہ کر دیا لیکن بے سود رہا کیونکہ ایف سی اس معزز ایوان کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے مذکورہ علاقے میں دہشت پھیلانے اور عوام کو اپنے دباو میں لانے کے پیش نظر اس قسم کے وحشانہ اور جارحانہ عمل سے باز نہیں رہتی لہذا اس سمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور بنیادی مسئلے پر عام بحث کی جائے۔ اس کی admissibility پر آپ کچھ بولیں گے۔

محمد نسیم تریائی: شکریہ جناب اسپیکر! آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا جناب والا! ایف سی کی دہشت گردی اور وحشانہ عمل سے کوئی معزز رکن بے خبر نہیں ہے چونکہ اگر پچھلے دس سال کا موازنہ کیا جائے تو ایف سی کی کارروائیوں کی وجہ سے اس صوبے میں بالخصوص قلعہ عبداللہ میں دوسو سے زائد افراد ہلاک ہو چکے ہیں یہ ریکارڈ پر ہے ایسا نہیں ہے کہ غلط بات ہے جناب والا! چن کے متعلق میں نے پچھلے اجلاس میں ایف سی کے حوالے سے پوچھا کہ قلعہ عبداللہ میں ایف سی کی کتنی چیک پوٹھیں ہیں تو اس کا جواب بھی ایف سی والوں نے گوار نہیں کیا کہ ایف سی کی پورے صوبے میں تین چیک پوٹھیں ہیں یہ غلط جواب بھی ریکارڈ پر

ہے میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ قلعہ عبداللہ میں اس وقت تیس سے زیادہ چیک پوسٹیں ہیں جس کا کام صرف عوام پر گولی برسانا ہے حالانکہ قلعہ عبداللہ میں اس وقت کوئی کارخانہ نہیں ہے وہاں پر روزگار کا کوئی تبادل ذریعہ نہیں ہے کہ لوگ کوئی روزگار کریں مگر معمولی معمولی چیز پر کہ کوئی مکمل لاتا ہے کوئی گھی کا ایک ڈب لاتا ہے تو کوئی سائیکل لاتا ہے تو اس پر گولی مار دی جاتی ہے۔ حالانکہ ایف سی والوں کو ایک گھر میں داخل ہونے کا کیا جواز ہے کہ وہ گھر میں داخل ہو کر یہ چار جنوری ابھی کا واقعہ ہے ابھی تک وہ بندے ہسپتال میں ہیں جس کا کوئی علاج نہیں ہے شاید معزز منظر صاحب کو اس کی خبر ہو میں خود وہاں گیا وہ لوگ وہاں بی ایم سی کمپلیکس میں پڑے ہوئے ہیں جن کا کوئی علاج نہیں ہے۔ ابھی خواتین پر فائزگ کرنا یہ تو سمجھنے نہیں ہیں۔ قلعہ عبداللہ میں میں نے کہا کہ تعلیمی حالت خراب ہے ہسپتاں کی حالت کچھ بھی نہیں ہے کارخانے نہیں ہیں لوگوں کا یہ روزگار جسے ہم تجارت سمجھتے ہیں اور یہ ان کو سمجھنے سمجھتے ہیں میں کہتا ہوں اگر سمجھنے ہوتی ہے تو آپ بار ڈرمضبوط کر لیں ابھی میرا گھر قلعہ عبداللہ میں ہے چمن سے اپنے گھر کیلئے کوئی چیز یعنی آٹا گھی لاتا ہوں تو یہ نہیں چھوڑتے ہیں صرف کوئی سے چمن کی شاہراہ پر جو ایک انٹریشنل شاہراہ بھی ہے اس پر چودہ سے زائد چیک پوسٹیں ہیں صرف لوگوں کو نگ کرنا میں اس ایوان کے توسط سے تمام معزز ارکین سے درخواست کرتا ہوں کہ اس تحریک کو منظور کر کے اس پر مکمل بحث کی جائے تاکہ اس زیادتی کا ازالہ ہو سکے۔ شکریہ!

محترمہ پروین مگسی: جناب! اگر اجازت ہو تو میں اس تحریک کی ذرا وضاحت کر دوں۔

جناب اسپیکر: اجازت ہے۔

محترمہ پروین مگسی: جناب! میں اس میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ جو واقعہ ہوا تھا تو حسب معمول ایف سی وہاں پر patrol کر رہی تھی کہ ایک ٹریکٹر جو چھالیوں اور چائے کی پتی سے بھرا ہوا تھا تو وہ ایف سی نے کپڑلیا اور اپنی پوسٹ پر وہ لے جانا چاہ رہے تھے تو راستے میں کلی فیضو میں سے جب گزر رہے تھے تو وہاں کے لوگوں نے react کیا اور ایف سی پر پتھراو کیا تو یہ جو ہے سمجھنے کا واقعہ تھا اور ایف سی کا فرض بنتا ہے کہ جو اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں ان کو قابو کرے اور یہ جوابی فائزگ جب وہاں پر ہوا تو لوگ زخمی ہوئے ایسا کوئی واقعہ نہیں تھا کہ لوگ چیزیں اپنے گھر لے جا رہے تھے تو میں اپنے معزز کرن اسیبلی

سے گزارش کرتی ہوں کہ معزز رکن اپنی تحریک واپس لیں اور اس پر زور نہ دیں۔

جناب اسپیکر: حافظ محمد اللہ صاحب!

حافظ محمد اللہ (وزیر صحبت): آپ نہیں چھوڑتے ہیں یا ر۔

جناب اسپیکر: جی حافظ صاحب!

حافظ محمد اللہ (وزیر صحبت): جناب اسپیکر! میں اس واقعہ کے حوالے سے آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں یہ واقعہ جس وقت چن میں ہوا میں وہاں موجود تھا تو جو ممتاز لوگوں کے رشتہ دار تھے ایف سی کریل باسطرانا صاحب سے میٹنگ ہوئی اس حادثے کے حوالے سے جو ہمارے خدشات تھے شکوک و شبہات اس بارے میں وہ ہم نے ان کے سامنے رکھے کریل باسط نے بہت اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا ہماری ایف سی سے یہ غلطی ہوئی اور اس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے انشاء اللہ جو بھی سزا ہم سے ہو سکے آئی جی ایف سی ہمارا باطھے ہے اس وقت جب میں میٹنگ میں اس کے ساتھ بیٹھا تھا تو اس وقت آئی جی ایف سی کافون بھی آیا تو ہم نے اس مسئلے پر کافی بحث مباحثہ کیا ہے اور انہوں نے جو بھی یقین دہانی تھی کہ ایف سی کے جن اہلکاروں نے یہ کارروائی کی ہے ان کی سزا کے حوالے سے جہاں تک زخمیوں کی بات ہے کہ جناب نسیم تریالی صاحب کہتے ہیں کہ زخمی بی ایم سی میں پڑے ہوئے ہیں اور ان کے علاج معا لجے کا کوئی بندوبست نہیں ہے میں خود ہاں گیا میں نے تمام ڈاکٹروں کو ایم ایس کو ہدایت کی کہ جو بھی ضرورت ہو وہ پوری کریں آج بھی میں نے دور کنی و فدو ہاں بھیجا ہے اس مریض کے حوالے سے اس میں جو خاتون ہے اس کی حالت کچھ کمزور تھی ان کی کمر کی ہڈی میں گولی لگی تھی تو میرے خیال میں اس تحریک پر زیادہ زور نہیں دینا چاہیئے تھا جو کچھ ہمارے بس میں تھا ہماری کوشش تھی وہ ہم نے کر لیا ہے اور ان کے جو اقرباء ہیں ان سے ہماری بات ہوئی ہے وہ بھی کافی حد تک مطمئن ہیں کل نہیں پرسوں پھر کریل باسط سے اس کے اقربائی میٹنگ ہوئی تھی وہ بھی خوشگوار اور ثابت ماحول میں تھی اور آئی جی ایف سی سے ہم نے اس حوالے سے ایک میٹنگ رکھی ہے تو انشاء اللہ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا اتنی پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے میں نسیم تریالی کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ آپ اس تحریک التوا پر زیادہ زور نہ دیں۔

جناب اسپیکر: جی نسیم صاحب۔

جان محمد بلیدی: جناب! یہ ایف سی کا کوئی ایک واقعہ نہیں ہے جس کے بارے میں دو وزراء نے مختلف باتیں کی ہیں اور بات یہ ہے کہ گزشتہ سال ایسے واقعات ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: نسیم صاحب آپ اپنی تحریک پر زور دیں گے؟

محمد نسیم تریالی: جناب! ایک لیڈیز کے ساتھ یہ واقعہ ہوا ہے جس کا منظر نے خود اقرار کیا ہے۔

جناب اسپیکر: رحیم صاحب بحث نہیں ہے آیا یہ تحریک بحث کے لئے منظور کی جائے۔ اب بحث کے لئے منظور نہیں ہوئی ہے۔

عبد الرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! اس پر بحث ہوگی آپ گھر کے لئے آٹا نہیں لینے دیتے ہیں ہم تمبا کو کاشت کرتے ہیں وہ نہیں لے جاسکتے ہیں کیا بنایا ہے آپ نے ایف سی سے۔ یہ کیا کریں گے ہنسنے کی بات نہیں ہے جناب! وہ روز ہمارے گھروں میں گھستے ہیں آٹے کی ایک بوری نہیں لے جاسکتے ہیں جس طرح آپ بارڈر کو سیل کرتے ہیں گونمنٹ آف پاکستان ایف سی کو یا جس کو لے کر اس کو سیل کر دے ہماری ٹکلیوں میں ہماری کاشت کی چیزیں آ لوہ تو مبا کو ہو بادام ہواں پر پابندی نہ ہو یہ ہاؤس ہے ہم یہاں نہیں بولیں گے تو کہاں بولیں گے ہمارے تمبا کو جب وہاں سے لاتے ہیں یہ کہتے ہیں افغانستان کے ہیں بابا افغانستان والے کے پاس آپ جائیں ہم تو بہ اچکنی کے کارڈ دھاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: او کے رحیم صاحب! میں رائے شماری کرتا ہوں جو ارکین تحریک کے حق میں ہیں کھڑے ہو جائیں۔

(رولنگ)

چونکہ تحریک کو قاعدہ نمبر 75 کے تحت ارکین کی حمایت حاصل نہیں ہے لہذا تحریک مسترد کی جاتی ہے۔

(معزز ارکین آپس میں بولتے رہے)

مولانا عبدالواسع (سینر وزیر): جناب اسپیکر! میری بات سنیں۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں رولنگ کے بعد کسی کی بات نہیں سنی جائے گی جی جام صاحب!

جامع میر محمد یوسف (قائد ایوان): جناب اسپیکر! میں یہ واضح طور پر بتانا چاہتا ہوں کہ آج منستر انٹریور

یہاں آنے والے تھے اور تمام سینیٹروں اور پرانشل اسمبلی کے ممبروں سے میری ملاقات تھی لیکن شاید وہ آج pospond ہو چکے ہیں پتہ چلا ہے کہ 17 تاریخ کو جوانسٹ سیشن کی میٹنگ ہو رہی ہے اور پریزیڈنٹ پاکستان خطاب کر رہے ہیں میں یہ واضح طور پر بتانا چاہوں گا کہ اگر ہم ایک پروگرام بنادیں اور فیڈرل منستر سے ملاقات کریں، سر! کچوں علی صاحب اپوزیشن لیڈر بھی ہیں اور حیم زیارت وال صاحب بھی ہیں ان کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ آج minister interior بھی یہاں آنے والے تھے تین بجے مجھ سے ملاقات تھی اور میرے چیمپر میں سینیٹروں اور ایم پی ایز سے بھی ملاقات تھی اسی اشوز پر جو ایف سی کے مسائل ہیں جہاں بلوچستان کے لوگ کچھ reservation ہیں تو آج وہ نہیں آسکے شاید pospond ہو چکا ہے اسکی جو touring پروگرام 17 تاریخ کو صدر محترم جوانسٹ سیشن کی میٹنگ میں participate کریں گے اور اس میں تقریباً مائیں گے تو میں اپنے دوستوں کی طرف سے اور پورے بلوچستان کی طرف سے آپ سے یہ request کرتا ہوں کہ اس پر آپ لوگ زور نہ دیں ہم یہ کوشش کریں گے کہ کمیٹی form کر لے اور پھر minister interior سے اسلام آباد میں آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں بلوچستان کی گورنمنٹ کے نمائندے ہیں وہ بھی چلیں گے اور اکھٹے بیٹھ کر بلوچستان کے ایشوپر ایف سی کے بارے میں بات کر لیں گے اور جہاں آپ بات کر لیں گے اور ہم آپ کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ سارے لوگ ہمارے اپنے ہیں جو ہماری پارٹی کے لوگ ہیں اور جو بارڈر سے تعلق رکھتے ہیں ان کے reservation ہے کہ واقعی کچھ زیادتیاں ہو رہی ہیں ہم سب اسلام آباد اکھٹے چلیں گے اور ان سے ملیں گے کہ یہ ہمارے بلوچستان کے مسائل ہیں اس پر آپ منفرد فیصلے کریں۔

کچوں علی ایڈ وو کیٹ (لیڈر آف اپوزیشن): جناب اسپیکر! یہ تو ٹھیک نہیں ہے کہ ہم محترم قائد ایوان کے بعد بولیں لیکن میں کچھ گزارش کر لوں گا کہ یہاں ہم لوگوں کا ایک ہی دفعہ نہیں کہ ہم ایم پی اے ہو چکے ہیں یہاں یہ ایف سی کا ایک ہی واقع نہیں ہے یہ مسئلہ کب سے ہمارے ساتھ چلا آ رہا ہے یہاں سر! پہلے یہ ہوا کہ گورنر صاحب نے minister interior باہر تھا اور اس وقت کا جو interior تھا یہاں سر! ہر تین مہینے میں ایک میٹنگ ہوتی تھی میں حکومت سے یہ request کر لوں گا کہ وہی طریقہ کار پہلے جو آپ کا تھا بے نظیر کی حکومت تھی وہ بھی اس سلسلے میں سر! یہاں آتی تھیں میں

دیکھ رہا ہوں جوان معاملوں میں ہم پر دباؤ ہے سر! ہمارا سارا علاقہ بارڈر ہے چمن سے لیکر گڈانی تک وہاں سمندری بارڈر اور یہاں خشکی کے بارڈر میں انہوں نے کیا دیا ہے روزگار نہیں ہے ہمارے لوگوں کو روزگار نہیں ہے ہمارے لوگ چارچار گلین تیل بیچتے ہیں ان سے وہ لوگ رشت بھی لیتے ہیں آپ جائے بسمہ میں دیکھیں کہ ایک ٹینکر پر 10 ہزار روپے ہمارے فوجی لے رہے ہیں لیکن ان کے حوالے سے میں سی ایم صاحب سے یہ request کروں گا سنجدگی سے ایک میٹنگ بلا لیں یہ سارا دن ہمارے لوگوں کو مار ہے ہیں جناب اسپیکر! ہماری بے عزتی کر رہے ہیں جب یہ گاڑی میں گھستے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ اگر اس کے ساتھ بات کریں تو یہ ہمیں بے عزت کر لے گا لیکن وہ غریب مسافر ہے وہ کہتے ہیں کہ شکر ہے کہ اس دفعہ ایم پی اے صاحب ساتھ ہیں کچھ بات کر لیں گے اگر ہم بات کریں تو ہمیں بھی یہ لوگ معاف نہیں کرتے ہیں جناب اسپیکر! یہ ایک serious مسئلہ ہے انہیں کہ ہم یہاں کے لوگ ہیں آپ لوگ ہمارے فورس ہیں آپ دوسرے فورس کو دیکھ لیں وہ اپنے عوام کی ساتھ کیا کر رہے ہیں اس سلسلے میں ایک سنجدہ میٹنگ ہونی چاہیے گورنر کی سربراہی میں پہلے جو ہوئی تھی۔

جناب اسپیکر: او کے رحیم زیارت وال صاحب آپ اپنی تحریک التواء نمبر 72 پیش کریں

عبدالرحیم زیارت وال: شکر یہ جناب اسپیکر! میں اسمبلی کے قواعد و انصباط کا راجحہ یہ 1974 کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت حال ہی میں قوع پذیر اور فوری اہمیت کے حامل انسانیت سوز واقعہ کے خلاف ذیل تحریک التواء کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ 13 جنوری 2004 کو محکمہ PHE نے اپنے محکمہ کے مستقل آفیسر ان والہکار ان کو آرڈر نمبر So(A)4-84/PHED/2004/162-234 Dated 13 Jan: 2004 کے تحت ملازمتوں سے برخاست کیا ہے (کاپی مسلک ہے) لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور بنیادی مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ 13 جنوری 2004 کو محکمہ PHE نے اپنے محکمہ کے مستقل آفیسر ان والہکار ان کو آرڈر نمبر

So (A) 4-84/PHED/2004/162-234 Dated 13 Jan: 2004 کے تحت ملازمتوں سے برخاست کیا ہے (کاپی مسلک ہے) لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور بنیادی

مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے وزیر صاحب بولیں۔

مولانا عبدالباری (وزیری ایچ ای): محرك نے جن کنٹریکٹ ملازمین کا ذکر کیا ہے تعینات لوگ تھے وہ کوئی پینٹسٹھ لوگ تھے جن کو نکالا گیا ہے وہ بھی کیبینٹ کا فیصلہ تھا اور اس فیصلے کی روشنی میں ان کو نکالا گیا تھا یہ کوئی پراجیکٹ تھا یہ 2000 میں ختم ہوا تھا تو ظاہر ہے جب کوئی پراجیکٹ ختم ہوتا ہے تو ملازمین suspend ہوتے ہیں یا ختم ہوتے ہیں پھر اس کے بعد جب کیبینٹ کے نئے ساتھی آگے ایسی توسعے ہو گی جس کو رحیم زیارت وال خزانہ پر بڑا بوجہ سمجھتا ہے تو ہم نے سوچا ہے یہ جو پینٹسٹھ کے لگ بھگ ملازمین ہیں یہ اگرچہ خزانہ پر بوجہ ہے اور اگر رول کے حوالے سے مستقل ملازمت پر کوئی حق نہیں ہے پھر بھی جام صاحب نے کل مہربانی کر کے کابینہ میں بحث کی اور ان کی بحالی کا آرڈر کیا اور میں ان لوگوں کی بحالی کا اس فلور پر اعلان کرتا ہوں۔ (ڈیک بجائے گئے) اگرچہ میں اس تحریک کو خلاف ضابطہ سمجھتا ہوں کہ اس تحریک کے حوالے سے جو محرك نے پیش کیا ہے اس میں یہ ہے کہ اپنے محکمے کے مستقل آفیسران، پراجیکٹ میں کوئی مستقل آفیسر نہیں ہوتا ہے تو پھر بھی میں محرك کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے ملازمین کے بارے میں ایک ہمدردانہ تحریک پیش کی اس تحریک کو میں خلاف ضابطہ سمجھتا ہوں اور میں جام صاحب کی طرف سے ان ملازمین کی بحالی کا اعلان کرتا ہوں۔

عبدالرحیم زیارت وال: شکریہ!

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے رحیم صاحب او کے۔

عبدالرحیم زیارت وال: آپ کا جو پراجیکٹ ہے جناب! مکمل ہو گیا ہے 2000 کے بعد یہ ملازمین رکھے گئے ہیں اور یہ مستقل ملازمین ہیں ان کی پوسٹوں کو مستقل کیا ہوا ہے بات یہ ہے کہ اس میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو پبلک سروس کمیشن سے ہو کر نہیں آئے ہیں لیکن ان کو بارہ سال ہو گئے ہیں بارہ سال کے بعد جب ان کو نکالیں گے۔

عبدالرحیم زیارت وال: دس ہزار مرتبہ زندہ باداں کے روزگار کا مسئلہ ہے بارہ سال کے بعذاب یہ کہتے ہیں۔

مولانا عبدالباری (وزیری ایچ ای): جناب! میں اس کو اچھی طرح سمجھتا ہوں وہ اس بات کو تقریر نہ

بنائے میزان چوک نہیں ہے کہ تقریر کیا جائے۔

عبد الرحیم زیارتولی: یہ بات درست نہیں ہے جناب! آپ کا پراجیکٹ 2000 میں ختم ہو گیا ہے اور 2004 یہ لوگ ملازم تھے کل آپ لوگوں نے نکالے ہیں اور آج کہتے ہیں کہ دوبارہ بحال کر دیئے ہیں بس ختم ہے معاملہ۔

جناب اسپیکر: رحیم صاحب بس۔ (رولنگ)

حکومت کی ثابت یقین دہانی پر تحریک نہایتی جاتی ہے۔

جناب اسپیکر: ابھی نماز کا وقفہ کریں یا کارروائی چلائیں؟ وقت ہے۔

جان محمد بلیدی: میں آپ کی توجہ دو منٹ مبذول کراؤں گا اخبار والوں کے جو مسائل ہیں اور جو دن رات یہاں پیٹھ کروہ یہاں ڈیوٹی دیتے ہیں ہمارے سرکاری اور غیر سرکاری فنکشن میں آتے ہیں اور جو ٹوٹ بولتے ہیں یا سچ پہلے جو ڈائریکٹر تھے ان کا رو یہ کچھ اخبارات کے ساتھ صحیح نہیں تھا ابھی جو لوگ آئے ہیں ان کا رو یہ کچھ اخبارات کے ساتھ صحیح نہیں ہے میں سمجھتا ہوں جو ہماری یہاں مقامی صحافت ہے جو ہمارے ہاں مقامی اخبارات ہیں ان کے ساتھ کم از کم زیادتی نہ ہو جس طرح بلوچستان ایک پریس ہے اور آزادی کے ساتھ ہو رہا ہے میں سمجھتا ہوں یہ ایک زیادتی ہے وہ یہاں کے بلوچستانی اخبار ہیں وہ یہاں عوام کے لئے چھاپتے ہیں ان کے سارے مضامین کہیں اسلام آباد سے نہیں آتے ہیں یہاں کے لوکل لوگ ہیں یہاں کے مسائل کو جاگر کرتے ہیں لیکن ہمارے چند دوستوں کی وجہ سے یہ ہے میں کہتا ہوں وہ اپنا رو یہ درست کریں اور یہ جو زیادتی ہو رہی ہے یہ سلسلہ بند کریں کبھی ایک اخبار کے ساتھ زیادتی کبھی دوسرے کے ساتھ۔

جناب اسپیکر: جناب اسلام بھوتانی صاحب اپنی قرارداد نمبر 95 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 95

محمد اسلام بھوتانی (ڈپلی اسپیکر): یہ ایوان مورخہ 14 دسمبر اور 25 دسمبر 2003 کو راولپنڈی میں جزوی مشرف صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان پر یکے بعد دیگرے ہر دو قاتلانہ حملے کے مذموم اور بزدلانہ اقدام کی نہ صرف مذمت کرتا ہے بلکہ دہشت گردی کے اس فتنج فعل کو انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور

وفاقی حکومت سے اس واقعہ میں ملوث دہشت گردوں کی فوری گرفتاری اور کیف کردار تک پہنچانے کا پر زور مطالبہ کرتا ہے۔

جناب اسپیکر: قرارداد جو پیش کی گئی یہ ہے یہ ایوان مورخہ 14 دسمبر اور 25 دسمبر 2003 کو راولپنڈی میں جزل مشرف صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان پر یکے بعد دیگرے ہر دو قاتلانہ حملے کے نذموم اور بزدلا ناقدام کی نہ صرف ندمت کرتا ہے بلکہ دہشت گردی کے اس فتح فعل کو انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور وفاقی حکومت سے اس واقعہ میں ملوث دہشت گردوں کی فوری گرفتاری اور کیف کردار تک پہنچانے کا پر زور مطالبہ کرتا ہے۔ جی بھوتانی صاحب!

محمد اسلم بھوتانی (ڈپٹی اسپیکر): جناب اسپیکر دہشت گردی جہاں بھی ہو جس طریقے سے ہو جس کے خلاف ہوا ایک قابل ندمت عمل ہے دنیا کا ہر امن پسند انسان اس فعل کی ندمت کرتا ہے ایسا ہی ایک دہشت گردی کا واقعہ 14 دسمبر اور 25 دسمبر 2003 کو راولپنڈی میں وقوع پذیر ہوا یہ دہشت گردی کا واقع جناب صدر پرویز مشرف کی ذات پر تھا جس کی ہم پر زور الفاظ میں ندمت کرتے ہیں صدر مشرف ہمارے مسلح افواج کے supreme commander ہیں اس ملک کے آئینی صدر ہیں اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شنکر ہے صدر صاحب اس کا رروائی میں محفوظ رہے اس کے ساتھ اس ملک کے عوام کی دعا آئین تھیں اس ملک کے امن پسند لوگوں کی دعا آئین تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی کی حفاظت کی جناب اسپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ حملہ صدر صاحب کی ذات پر نہیں تھا بلکہ اس ملک کی سلامتی پر تھا کیونکہ کچھ عناصر ہیں اس ملک کے اندر بھی ہیں اور اس ملک سے باہر بھی، جو اس ملک پاکستان کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھنا چاہتے اور صدر مشرف کے ہوتے ہوئے وہ اپنے ناپاک عزم میں کامیاب نہیں ہو سکتے اکتوبر 1999 میں جب جزل مشرف نے اقتدار سنبھالا اس وقت ملک کی اقتصادی حالت کا سب کو پتہ تھا ہم قرض لیتے تھے تاکہ قرض کی ادائیگی کریں آج الحمد للہ ہم وقت سے پہلے اپنا قرض ادا کرنے کے قابل ہوئے ہیں اور ہماری برآمد تقریباً گیارہ بلین سے بھی تجاوز کر گئی ہے چھوٹے صوبوں میں احساس محرموں تھی disharmony کہ مرکزوں ہاں پر توجہ نہیں دیتا ہے لیکن جزل مشرف کی اندر وونی پالیسی کی وجہ سے ڈیوپلمنٹ اور میگا پراجیکٹس ہو رہے ہیں اور یہ ملک میں یک جہتی کی فضا ہے

جناب اسپیکر! گیارہ اکتوبر کے بعد امریکہ میں جودہشت گردی کا واقعہ ہوا تھا اس کے بعد پاکستان ایک مشکل وقت میں پھنس گیا تھا پورے ملک پوری دنیا کے ملکوں نے یورپی یونین نے امریکہ نے ہمیں گھیر لیا تھا ہمیں دہشت گرد کہہ رہے تھے بہت نازک وقت تھا اور بقول جناب مشرف صاحب کے ملک میں 1971 میں ایک ایسا ہجران آیا تھا جب جنگ ہوئی تھی ہم دولت ہوئے تھے اور دوسرا یہ واقعہ تھا لیکن اب الحمد للہ جزل مشرف نے اپنی دانش مندانہ قیادت کا ثبوت دیتے ہوئے اس ملک کو اس مشکل سے نکلا اور آج عالم اسلام میں ایک معتر مقام دیا ہے پاکستان کو۔ جناب والا! یہ وہ لوگ ہیں کچھ اس ملک کی سالیت کے خلاف ہیں اور وہ دیکھ رہے ہیں کہ صدر مشرف کی ان پالیسیوں کی وجہ سے پاکستان اقوام عالم میں ایک منفرد مقام حاصل کر رہا ہے اور کچھ عناصر ہیں یہاں پر ملک کے اندر اس ملک کی سالیت کے خلاف یہاں پر کام کر رہے ہیں ان کے مذموم عزم اُم جزل مشرف کے ہوتے ہوئے کامیاب نہیں ہو سکتے ہیں اس لئے انہوں نے دہشت گردی کے ان پر منصوبے بنائے جناب اسپیکر! میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ صدر مشرف پر اس قاتلانہ حملہ کی پر زور مذمت کرے اور وفاقی حکومت سے مطالبہ کرے کہ ان عناصر کو ظاہر کیا جائے۔ بہت شکریہ!

جناب اسپیکر: جی زیارت وال!

عبد الرحیم زیارت وال: جناب اسپیکر! جہاں تک اسلام آباد میں صدر مملکت پر حملہ کا تعلق ہے میں اس کو ایک کھلی دہشت گردی سے تعبیر کرتا ہوں اور کہتا ہوں جب سے یہ ملک بنائے اس ملک پر براہ راست یا بل واسطے اس ملک کی فوج نے اس پر قبضہ کیا ہوا ہے اور ان کے قبضے کے حوالے سے میں کہنا چاہتا ہوں اور ملک میں جتنے بھی مجری کے ادارے ہیں انہوں نے اس ملک میں لاکھوں کے حساب سے دہشت گردی کی ٹریننگ دی ہے وہ دہشت گرد لوگ اس ملک میں جب ان کے خلاف کارروائی ہوئی ۔۔۔۔۔ (مداخلت) تو وہ ان کے خلاف action کر رہے ہیں اس ملک کا استحکام جناب مشرف صاحب سے نہیں بلکہ یہاں کی جمہوری اور جمہوری حکمرانی سے ممکن ہے جناب اسپیکر! آج بھی اس ملک میں جمہوری حکمرانی کے لئے لوگ تیار نہیں 12 اکتوبر 1999 کو اس ملک کے اقتدار پر قبضہ کیا گیا اس دن سے آج تک ان کے جو اقدامات ان کو MMA کی جانب سے جو ووٹ

ملے ان کو جو آئین قرار دیا گیا۔ یہ تمام اقدامات اس بات کی ثبوت ہے کہ آج بھی یہاں منتخب پارلیمنٹ کو وہ اختیارات حاصل نہیں ہیں میں جناب ڈپٹی اسپیکر کو کہنا چاہتا ہوں کہ وفاقی حکومت اور اس کی اختیارات وہ پہلے سے آپ نے سلب کر کے صدر صاحب کو دے دیئے ہیں یہ صدر کے پاس ہیں۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: نوشیر والی صاحب! آپ تشریف رکھیں (شور) زیارتوال صاحب آپ سنیں جی۔

شعیب نوشیر والی: پواسٹ آف آرڈر جناب اسپیکر! اس وقت صدر کو یہ واقعہ پیش آیا ہے ہم پوری انسانیت کے خلاف جودہ شست گردی ہو رہی ہے ان کی مذمت کرتے ہیں۔ (مداخلت شور، شور)

جناب اسپیکر: زیارتوال آپ ماحول خراب نہ کریں آپ تشریف رکھیں نوشیر والی صاحب آپ تشریف رکھیں زیارتوال صاحب مجھے مجبور نہ کریں۔ (مداخلت، شور) (ائی ممبر انہیں یہ وقت بولتے رہے)

جناب اسپیکر: جی جان محمد بلیدی صاحب!

جان محمد بلیدی: جناب والا! جس طرح میرے دوست اسلام بھوتانی نے فرمایا تھا کہ دوسروں کے لئے گڑھا کھودو گے تو تم ہی گر جاؤ گے اور یہ یہی ہوا ہے اور حکمرانوں نے کیا ہے دوسروں کے معاملات میں ہاتھ ڈالا ہے اور دنیا دہشت گردوں کو خود ڈرینگ دی ہے اور آج مسئلہ یہ ہوا ہے کہ وہ خود بھی محفوظ نہیں ہیں اسلام آباد اور پنڈی پاکستان کے محفوظ ترین علاقوں میں آج صدر پاکستان بھی سفر نہیں کر سکتے ہیں ایک صدر ہو کر یہاں ہم لوگوں کی کیا حالت ہو گی جناب والا! کہنا میں یہ چاہتا ہوں کہ استیلہشمند کو ابھی سوچنا چاہیے اور جس طرح میرے بھائی زیارتوال نے کہا ہے کہ جمہوریت ہی سب کچھ بہتر کر سکتی ہے آپ لوگوں کو آزادانہ چھوڑیں وہ اپنا فیصلہ خود کریں اور جب ان کے راستے بند کر دیں گے راستے روکو گے تو لازماً دوسرا راستے نکلیں گے آپ لوگوں کو چھوڑیں لوگ اپنا راستہ نکالیں۔

جناب اسپیکر: او کے جان محمد صاحب جی گیلو صاحب!

میر محمد عاصم کر دیکیو (وزیر مال): شکریہ جناب اسپیکر صاحب! قرارداد جو محمد اسلام بھوتانی نے جو پیش کی میں اس کی مکمل حمایت اور تائید کرتا ہوں اور جو واقعہ ہوا وہ ایک کھلی دہشت گردی تھی میں اپنی پارٹی نیشنل الائنس کی طرف سے اس کی مذمت کرتا ہوں جناب! terrorism چاہے بلوجستان میں ہو پاکستان کے کسی خطے میں یا ساری دنیا میں جہاں دہشت گردی ہو گی ہم اس کی مذمت کرتے ہیں جناب اسپیکر

صاحب! پہلے بھی یہاں کوئئے میں فرقہ دارانہ دہشت گردی ہوئی تھی، ہم نے اسوقت بھی اسکی ندامت کی تھی۔ اور ابھی ہمارے صدر پاکستان پر جو suicide bombers نے حملہ کیا تھا ہم اسکی پر زور ندامت کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر! suicide bombers آپ دنیا میں دیکھیں اسرائیل میں دیکھیں امریکہ میں دیکھیں جہاں بھی یہ چاہتے ہیں اپنی دہشت گردی کرتے ہیں مگر یہاں خوش قسمتی کی بات ہے جو ہمارے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر مشرف صاحب نجع گئے اور اسپیکر صاحب! اس سے پہلے بھی ان پر ایک بزدلانہ حملہ ہوا تھا اور اس میں بھی وہ نجع گئے تھے ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ کسی کو nominate کیا جائے جو اس کے اصل کردار ہیں جو اس کے اصل محرك ہیں ان کو گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے جیسے ہمارے ممبر جناب زیارت وال کہہ رہے تھے کہ میں صدر کو نہیں مانتا جناب اسپیکر صاحب! ابھی آپ کے سامنے ہمارے ایک منتخب صدر ہیں آپ کے نیشنل اسمبلی یونیٹ ہماری چاروں صوبائی اسمبلیوں نے انہیں ل ووٹ دیئے ہیں وہ ہمارے ایک منتخب صدر ہیں ہم ان کو تسلیم کرتے ہیں یہ ایک جمہوری ملک میں رہتے ہوئے ہمارے ایک آزادیبل ممبر کو یہ زیب نہیں دیتا ہے جو آئینی اداروں کے تقدس کو پامال کرے بالکل یہ آپ کے سامنے ہوا ہے وہ ایک منتخب صدر ہیں ہمارا صدر ہے ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: او کے۔

کچکول علی ایڈو و کیٹ: جناب! ہماری جوروایات تھیں ان میں ایک dent آیا ہے کہ آپ نے کبھی جو ہمارے گارڈ ہیں ان کو کہا ہو کہ ان کو باہر کر دیں میں ادب کے ساتھ گزارش کرتا ہوں ہم لوگوں کا اپنا ٹکپر ہے یہ پنجاب نہیں ہے کہ وہاں گالیاں لکتے ہیں یادوسرے کی تذلیل کرتے ہیں ہم لوگ یہاں ہر ایک کا دل و جان سے عزت و احترام کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے یہ ٹھیک ہے ہمارے اختلافات ہیں اور زیارت وال اپنی ایک پارٹی کا پارٹیانی لیدر ہے آج جس انداز سے آپ نے اس کو اٹھا کر باہر کیا ہے اور اتنی تکرار بھی نہیں ہوئی تھی دیکھیں آپ کا موقف یہ ہے کہ آپ نے صدر کو ووٹ دیا ہے آپ کہیں ہم آپ کو کچھ نہیں کہیں گے یہ آپ کا نقطہ نگاہ ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ اس نے ووٹ نہیں لیا ہے یہ ہماری نقطہ نگاہ ہے آپ ہر ایک کو بولنے کی تو آزادی دے دیں ہم لوگ ایسا کر رہے ہیں کہ ہم میں اس عمر میں

کوئی برداشت ہی نہیں ہے کوئی صبر ہی نہیں ہے میں جناب! سے اور ٹریزیری نخ سے سی ایم سے جو میرے بڑے بھائی ہیں ہمارے اختلافات اس فلور پر ہیں لیکن میرا ایمان ہے ان کی عزت مجھے عزیز ہے اور ہر ایک ممبر کی، تو میں کہتا ہوں کہ کوئی سنیمہ دوست جا کر زیارت وال کو لے آئے ایسا نہیں کوئی بد مرگی ہو۔ جناب اسپیکر: جمالی صاحب، سید احسان شاہ صاحب اور حافظ محمد اللہ صاحب آپ لوگ جائیں اور زیارت وال صاحب کو لے آئیں۔

میر محمد عاصم کر دیکیو: ہم بعد میں لے آئیں گے۔

جناب اسپیکر: نہیں ابھی جا کے لے آئیں اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ بولنے کی توسیب کو اجازت ہے لیکن جو بغیر اجازت کے اور مسلسل بولتا رہے آخر ہم بھی پریشان ہو جاتے ہیں ہم اس کی باری پر سب کو بولنے دیتے ہیں چاہے جس طرح سے بھی بولے۔ جی زیارت وال کو لے آئیں۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): سر! آئیں میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ کے رواز ایسے ہیں جس میں آپ پریزیڈنٹ آف پاکستان، گورنر اور ہائی کورٹ کے جزو اونکو آپ زیر بحث نہیں لاسکتے یا اُنکے بارے میں جو الفاظ آپ کہے ہیں یا غیر مناسب الفاظ کہے ہیں تو میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ آج کی کارروائی میں وہ الفاظ جو ہیں وہ delete کر دیئے جائیں تاکہ کوئی بد مرگی نہ رہے اور اُس لحاظ سے۔۔۔۔۔

محمد نسیم تریالی: پوانٹ آف آرڈر جناب اسپیکر! یہ پاکستان کے آئین میں ہے کہ آئین کو توڑنے والے کی سزا موت ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ 2 راکتوبر 1999 کو پاکستان کا آئین توڑا گیا مگر اسکی سزا کس نے دی؟ وہ کہتے ہیں جس کی لاٹھی اُسکی بھیں۔ جس کی بھی لاٹھی ہو وہ پاکستان میں حکومت کرتا ہے پاکستان کے پچپن سال گزر گئے ہیں تیس سال ڈائریکٹ فوج نے گورنمنٹ کی یہاں پر آپ اُس آئین کی بات کر لیں۔ آپ ایک معمولی نقطہ اٹھا کے یہاں پر کہتے ہیں کہ صدر اور ہائی کورٹ کے جزو کے خلاف کوئی نہیں بول سکتا ہے۔ آپ اُس آئین کی بھی بات کر لیں جس نے آئین توڑا ہے۔ ایک دفعہ بھی نہیں دس دفعہ۔۔۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: او کے۔ جان صاحب، حافظ محمد اللہ صاحب اس قرارداد کے بارے میں کچھ۔۔۔۔۔ صرف

پارٹی کا موقفہ آجائے۔ جی۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): جناب اسپیکر! جناب اسلم بھوتانی صاحب نے جو مذمتی قرارداد لائی ہے۔ اگرچہ سینئر منستر ہوتا تو یہ اُنکی ذمہ داری ہوتی، شاید وہ وضو کرنے کے لئے گئے ہیں میں اس حملے کی جو جزل پرویز مشرف صاحب پر ہوا ہے ایم ایم اے کی طرف سے اسکی بھر پور مذمت کرتا ہوں، اسکو ایک دہشت گردی سمجھتا ہوں۔ دہشت گرد جہاں بھی ہوا یہے حملہ کرنے والے جہاں بھی ہوں وہ رحمت اور رحم کے قابل نہیں ہیں۔ (ڈیک بجائے گئے) لیکن اسکے ساتھ ساتھ آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں ہمارے اپوزیشن کے ساتھی جان محمد بلیدی یہ کہہ رہے ہیں کہ ”دہشت گردی کا کوئی criteria کوئی معیار ہونا چاہیئے“ آج تک دہشت گردی کی کوئی تاریخ معلوم نہیں ہے کہ دہشت گرد ہے کون؟ اُنکی باتوں سے یہ اندازہ ہوا کہ دہشت گرد کی جو تعریف ہے وہ نہ میری سمجھ میں آتی ہے نہ امریکہ کی، جو انہوں نے اس دہشت گردی کو وضع کیا ہے۔ تو پھر میں اُن سے یہ پوچھتا ہوں کہ جب امریکہ نے ایک بڑی دہشت گردی کر کے افغانستان پر جاریت کی۔ اور نیشنل سوتوں نے آنکھیں بند کی اُس جاریت کی حمایت کی۔ کیا اسوقت دہشت گردی کی تعریف آپ کو معلوم تھی یا نہیں؟ (ڈیک بجائے گئے) عجیب سیاست ہے، عجیب منطق ہے ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ صرف اتنی وضاحت میں کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے، اپوزیشن کے ساتھی ہمارے محترم اور قابل قدر ہیں صرف اتنا وہ کریں ماضی کی داستان اور آج کل کی داستان کو سامنے رکھ کر بتائیں کریں، لیکن وہ بھول جاتے ہیں۔ آخر میں پھر میں اس قرارداد کی اور اس حملے کی مذمت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جان صاحب! آپ اس قرارداد کے بارے میں کچھ بولیں گے؟

میر جان محمد جمالی: اب میں ۔۔۔

جناب اسپیکر: آپ بولیں۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب ۔۔۔

جناب اسپیکر: آپ اپنی پارٹی کی طرف سے؟

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جی۔

جناب اپیکر: جی۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): شکر یہ جناب اپیکر صاحب!

جناب اپیکر: مختصر شاہ صاحب!

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جی جناب! جو مدتی قرارداد جناب ڈپٹی اپیکر صاحب کی طرف سے پیش کی گئی ہے، ہم اُسکی بھرپور حمایت کرتے ہیں جناب والا! دہشت گردی چاہے کہیں بھی ہو، کسی شکل میں بھی ہو اور جہاں بھی ہو، ہم اُسکی مذمت کرتے ہیں۔ چہ جائے کہ صدر پاکستان پر دوبار جو دہشت گردی کے حملے ہوئے قاتلانہ حملوں میں اللہ پاک نے اُن کو محفوظ رکھا لیکن جناب والا! یہ جو حملہ تھے اگر خدا نخواستہ یہ کسی طرح کامیاب ہو جاتے تو میں سمجھتا ہوں کہ پورے خطے کے لئے بڑی تباہی کا باعث بنتے اس لئے کہ پاکستان اور پاکستان کی پالیسیاں اسوقت جس سمت چل رہی ہیں یقیناً اُن کی وجہ سے افغانستان میں بھی امن ہے اور ایران کے حوالے سے، کسی حوالے سے ہم نے ایران کو بھی پاکستان نے اپنی پالیسیوں کی وجہ سے تحفظ فراہم کیا ہے۔ لیکن اگر کوئی غیر یقینی حالات پیدا ہو جاتے، اب آگے ہجڑا جانے کیا ہوتا، تو اُس معنوں میں نہ صرف پاکستان کی سالمیت یا پاکستان کے جوانروںی حالات اور پاکستان داؤ پر لگ جاتا۔ ساتھ ساتھ جناب والا! افغانستان، ایران اور ساتھ دوسرے ممالک اُن پر بھی یقیناً اُس کے اثرات مرتب ہوتے۔ تو میں ایک بار پھر اپنی پارٹی کی جانب سے اور اپنی جانب سے اس قاتلانہ حملے کی پر زور مذمت کرتا ہوں۔

جناب اپیکر: جی جان صاحب!

محمد اکبر مینگل: اس سلسلے میں ہم بھی کچھ کہنا چاہیں گے۔

جناب اپیکر: پہلے آپ نہیں بولیں؟

محمد اکبر مینگل: نہیں جی۔

جناب اپیکر: چھا مختصر۔

محمد اکبر مینگل: دہشت گردی چاہے کسی بھی سطح پر ہو، کسی حوالے سے ہم اُسکی مذمت کرتے ہیں لیکن ہمیں اُنکی تشخیص کرنی چاہیئے کہ یہ جو مرض ہے یہ پھیلا کہماں سے ہے؟ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے جب

ایک ہی ادارے کے سربراہان آپس میں دست و گریبان ہوں تو اس طرح کے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ ان دہشت گروں کو پالنے اور بڑھانے میں کن کا ہاتھ ہے؟ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے۔ ہمیں صرف وانا میں نظریں نہیں جانی چاہئیں ہمیں پنڈی میں بھی دیکھنا چاہیے کہ انکو پنڈی میں لایا کس نے۔ اس علاقے میں مجھے جیسا غریب آدمی جانہیں سکتا۔ ان کو ادھر بگلہ دیا کس نے؟ ان کو گاڑیاں پہنچائیں کس نے؟ اتنا بارود سامان دیا کس نے؟ میرے خیال میں ہمارے اُن اداروں کو جو اس سلسلے میں بڑی مہارت رکھتے ہیں اپنے آپ کو، اس ملک کو اور شخصیات کو اس طرح کے جو کھلیل کھلیل رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک کے مفاد میں نہیں ہے۔ اگر ایک شخص اپنے ادارے میں اپنے seniorities اپنے جو merit کو بندر کھا، تو میرے خیال میں جو پیچھے جتنی بھی لائن لگی ہوئی ہے تو اس طرح کے جو واقعات ہیں وہ رونما ہوں گے۔

جناب اسپیکر: چکول صاحب محترم remarks دیدیں تو پھر جام صاحب۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر ایں اینڈ جی اے ڈی): ایک منٹ جی پہلے تین دفعہ تو بول چکے ہیں میرے خیال میں دو پھر کا ٹائم ہے۔ ابھی سارا دن یہ بولتے ہیں، ہم سنتے رہتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جام صاحب آپ قرارداد پر اظہار خیال کریں۔

جامع میر محمد یوسف (قائد ایوان): شکریہ جناب اسپیکر! بحیثیت پاکستان مسلم لیگ کے جو قرارداد اسلام بھوتانی صاحب نے پیش کی ہے ہماری جماعت اس دہشت گردی کی بھرپور مذمت کرتی ہے۔ جس کی ہر رکن اسمبلی صوبائی اسمبلی و قومی اسمبلی نے مذمت کی ہے۔ دوسری بات ہماری اسمبلی کی روایات وہ دوسری اسمبلیوں سے مختلف ہیں۔ کہ ہمیشہ نوک جھوک کی باتیں ہوتی رہیں لیکن اس حد تک کہ ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوا اور پھر مجبور اسار جنٹ ایٹ آرمز کو حکم دیا جائے کہ ایک معزز رکن کو باہر نکالا جائے ویسے بھی ہم نہیں چاہتے کہ بلوجتان کی اس چھوٹی اسمبلی میں اس طرح کے واقعات ہو بلکہ ہم ان ایشوں پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جس طرح آج کی قرارداد پر اپوزیشن نے جس انداز سے دہشت گردی کی مذمت کی تو اس میں مجھے کوئی بات اس طرح نظر نہیں آئی کہ جس پر جمہوریت کی پامالی اور پاکستان کی جمہوریت کو کسی نے پامال کیا ہو بلکہ میں یہ ضرور کہوں گا کہ جمہوریت کے اندر اگر اس کی تاریخی پس منظر کا

جانزہ لیا جائے تو یہی افراد جمہوریت کے علم بردار بھی تھے اور آج بھی صدر پاکستان کو اعتماد کا ووٹ ملا ہے تو یہی صوبائی اسembلیاں قومی اسembلی اور سینٹ کے اراکین نے اپنے ضمیر کو دیکھتے ہوئے ووٹ دی ہے ہاں اگر اپوزیشن اور دیگر لوگوں کو یہ بات اچھی نہیں لگی کہ انہیں اعتماد کا ووٹ کیوں ملا ہے۔ تو پھر ایک اندازہ یہ ہو سکتا ہے کہ شاہدیہ نیشنل اسembلی اور صوبائی اسembلیوں کے اراکین چور دروازوں سے آئے ہیں میرے خیال میں حقیقتاً اس طرح نہیں ہر ایک کا اپنا ضمیر ہے اور اس ضمیر کے فیصلے سے جس انداز سے اس نے صدر پاکستان کو ووٹ دیا تو وہ انکا اپنا انداز ہے کہ وہ کس انداز سے فیصلے دیتے ہیں لیکن یہ میں ضرور کہوں گا کہ اپوزیشن کی اپنی سوچ ہے وہ تقدیم کرتی ہے اور ہم اسے سنتے ہیں اور یہ ہمارا فرض بھی ہے کہ ہم اسکی اصلاح کریں۔ بلکہ کچھ دوستوں کی گفتگو اس انداز سے ہوتی ہے۔ کہ ہم میں جرأت نہیں ہے کسی کو کہنے کا میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان اسembلیوں میں اس طرح کی باتیں اس طرح دھرائی نہیں جائیں تو بہتر ہے، ہم سب یہاں آئے ہیں بلوجتنان کی خدمت کرنے کے لئے اگر ہم سے اچھی خدمت نہیں ہو رہی تو وہ ہماری اصلاح کریں ہم بیٹھ کر بلوجتنان کے ان مقاصد کو دیکھتے ہوئے فیصلے دیں گے اور جس طرح ہمیں لوگوں نے اعتماد میں لیکر بلوجتنان کی حکومت بنائی ہے جب تک ہم حکومت میں ہیں دوستوں کے مشورے سے حالات کو دیکھ کر چلتے رہیں گے اور ہم چاہتے ہیں کہ اپوزیشن کی مدد بھی ہمیں حاصل ہو۔ وہ ہماری اصلاح کریں کہ کوئی چیز درست ہے اور کوئی صحیح۔ جس طرح ہمارے محترم دوست اکبر مینگل نے کہا کہ ان کو کھلایا پڑایا ان کا ایک خاص مقصد تھا۔ کہ آیا پاکستان کے عوام اور بلوجتنان کے عوام اس دہشت گردی کے خلاف واقعی اپنا اظہار کرتے ہیں۔ آیا یہ روایات کو آگے بڑھنا چاہتی ہے جس طرح صدر محترم کے ساتھ ہوا کل کو ہم اور آپ پر بھی یہ آ سکتا ہے۔ اور عام حالات میں کوئی شخص محفوظ نہیں رہ سکے گا۔ تو سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ دہشت گردی کو روکا کس طرح جائے اور یہ بلوجتنان کی تمام پارٹیوں اور سیاسی رکن اسembلی اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں اور اپنی پارٹی کی نمائندگی کرتے ہیں اگر ہم سب ملک اس دہشت گردی کے خلاف مہم چلا میں تو میرے خیال میں بلوجتنان بھی ان را کٹ اور ہم بلاسٹنگ سے بچ سکتا ہے۔ اور میں یہ ضرور کہوں گا کہ نہ فوجی کرنا چاہتے ہیں اور نہ ہی اپوزیشن والے اور جو کہ اس وقت حکومت میں بیٹھے ہوئے لوگ بلکہ یہ وہ افراد ہیں جو پاکستان اور بلوجتنان میں امن کو برپا دکرنا

چاہتے ہیں اس پر اگر حکومت اپنی کمزوری کو دھانے تو پھر ہم سمجھ لیں گے کہ واقعی یہ ہماری کمزوری ہے جب ہاتھ ہم کسی فرد پر رکھتے ہیں تو پھر شور یہی مچتا ہے کہ فوج کشی ہو رہی ہے یا الیف سی کو استعمال کیا جا رہا ہے یا لیو یز کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ اگر کسی ایم پی اے یا منسٹر یہ چیزیں یہ عوامل ایک مختلف انداز پر اگر دہشت گردی کا اگر طرز اختیار کر لیں تو میرے خیال میں یہ کہوں گا کہ بلوچستان تو کیا پاکستان کے ہر علاقے میں کوئی آدمی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ تو آج مجھے خوشی ہے کہ اپوزیشن نے بھی دہشت گردی کے بارے میں اظہار خیال کر کے اس کو رد (condemn) کیا۔ تو ہم چاہتے ہیں کہ متفقہ طور پر اس قرارداد کو پاس کیا جائے۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ قرارداد کو منظور کی جائے۔ (قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

اب اسمبلی کی کارروائی شام چار بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس دو بجکسر سات منٹ پر (براۓ نماز ظہر) شام چار بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)

اجلاس کی کارروائی دوبارہ چار بجکرتیں منٹ پر زیر صدارت جناب اسپیکر دوبارہ شروع ہوئی۔

جناب اسپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم، سردار محمد اعظم موسیٰ خیل صاحب اپنی قرارداد نمبر 4 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 4

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کریں کہ عوامی مفادات اور مشکلات کے ازالہ کے پیش نظر درگ پچاس لائن کنگری پسلک کیا جائے۔ خان محمد، کشاپنڑہ، غوڑیسہ ضلع موسیٰ خیل کوڈاڑیکٹ ڈائلنگ سسٹم سے منسلک کیا جائے۔ نیز درگ کوتین سو لائنوں کی ایکچھی کی منظوری کے لئے بھی اے ڈی پی میں شامل کیا جائے۔

جناب اسپیکر: قرارداد جو پیش کی گئی یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ عوامی مفادات اور مشکلات کے ازالہ کے پیش نظر درگ پچاس لائن کنگری پچاس لائن کوت خان محمد کشاپنڑہ، غوڑیسہ ضلع موسیٰ خیل کوڈاڑیکٹ ڈائلنگ سسٹم سے منسلک کیا جائے نیز درگ کوتین سو لائنوں کی ایکچھی کی منظوری کے لئے بھی اے ڈی پی میں شامل کیا جائے۔

جی سردار صاحب!

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! جیسے ہم سب کو معلوم ہے کہ موسیٰ خیل ضلع ایک دورافتادہ ضلع ہے جدید دور میں بھی وہاں پر ٹیلیفون نہ ہونا عوام الناس کیلئے نہایت مشکلات ہیں جناب اسپیکر صاحب! جیسے کہ میں نے قرارداد میں گزارش کی ہے۔ کہ وفاقی حکومت سے رجوع کیا جائے بمقام کنگری، درگ، کورٹ خان محمد کشا نژہ غوثیہ کے مقامات پر ٹیلیفون لائنوں کا اجراء عمل میں لا یا جائے اور تین سو لائنوں کی ٹیلیفون ایچنچ درگ کے لئے منظور کی جائے یہ ایوان وفاقی حکومت سے رجوع کریں تاکہ ہمارا یہ مسئلہ حل ہو جائے۔

جناب اسپیکر: او کے اس پر کوئی اگر بولنا چاہیں۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): جناب! بڑی اچھی قرارداد ہے ہم اس کے حق میں ہے یہ خود نام جناب صحیح نہیں بتاسکتے تو فیڈرل گورنمنٹ والے تو پریشان ہو جائیں گے کوئی صحیح جگہ کا بتا دیں پاپولیشن صحیح ہوا اور ہم اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں کیونکہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اب پتہ نہیں کیا کیا کہہ رہے ہیں کوئی صحیح جگہ تو ہو کم از کم آبادی کے تناسب سے واقعی اگر صحیح ڈیماند ہو تو ہم اس کے بالکل حق میں جائیں گے۔

جناب اسپیکر: او کے سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد کو منظور کیا جائے؟ (قرارداد منظور ہوئی)

جناب اسپیکر: جناب جان محمد بلیدی اور جناب رحمت علی بلوچ صاحب میں سے کوئی اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 28 پیش کریں۔

مشترکہ قرارداد نمبر 28

جان محمد بلیدی: یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ حال ہی میں صوبے میں گریڈ ایک سے دس تک کے ملازمین کی تقریری کے اختیارات ناظمین جبکہ گریڈ گیارہ سے سولہ تک کے ملازمین کی تقریری کے اختیارات پلک سروس کمیشن سے لیکر صوبائی وزراء کو تفویض کئے گئے ہیں جس سے میرٹ بری طرح متاثر ہوا ہے لہذا اس فیصلے کو فوری طوراً اپس لیتے ہوئے حسب سابق گریڈ ایک سے دس تک کے ملازمین کی تقریری کے لئے پہلے سے مروجہ نظام کو بروئے کار لائیں اور گریڈ گیارہ سے سولہ تک کے ملازمین کی تقریری کے اختیارات بلوچستان پلک سروس کمیشن کو دیئے جائیں تاکہ میرٹ کی بالادستی قائم رہے۔

جناب اسپیکر: قرارداد جو پیش کی گئی یہ ہے کہ حال ہی میں صوبے میں گرید ایک سے دس تک کے ملازمین کی تقریبی کے اختیارات ناظمین جبکہ گرید گیارہ سے سولہ تک کے ملازمین کی تقریبی کے اختیارات پلک سروس کمیشن سے لیکر صوبائی وزراء کو تفویض کئے گئے ہیں جس سے میرٹ بری طرح متاثر ہوا ہے لہذا اس فیصلہ کو فوری طوراً پس لیتے ہوئے حسب سابق گرید ایک سے دس تک کے ملازمین کی تقریبی کے لئے پہلے سے مروجہ نظام کو بروئے کار لائیں اور گرید گیارہ سے سولہ تک کے ملازمین کی تقریبی کے اختیارات بلوچستان پلک سروس کمیشن کو دہیے جائیں تاکہ میرٹ کی بالادستی قائم رہے، جی جان محمد صاحب۔

جان محمد بلیدی: جناب اسپیکر! کیونکہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے جس میں پورے۔۔۔
میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر امیں ایئڈ جی اے ڈی): اگر معزز ممبر اپنی سیٹ پر جا کر قرارداد پیش کریں تو بہتر ہے۔

جناب اسپیکر: جی جان محمد صاحب thank you مہربانی، یہ اہم جمالی صاحب کے مشکور ہیں کہ اس نے روزنگی نشاندہی کی، جی۔

جان محمد بلیدی: thank you sir یہی امید ہے انشاء اللہ، تو صورت حال یہ ہے سر! بلوچستان چونکہ ویسے ہی ہم پر پہلے ہی سے الزام ہے اور عام طور پر ہمارے ہاں ملازمین کی بھرتی اور دوسری صورت حال میں بھی کہا جاتا ہے کہ میرٹ کی دھیان اڑائی جاتی ہیں اور پسند و ناپسند کے لوگوں کو بھرتی کیا جاتا ہے جس سے بعض اداروں کی کارکردگی بے حد متاثر ہوتی ہے اور اسی تناظر میں خود جب حکومت قائم ہوئی پہلے کیونٹ اجلاس میں اسی بات کا فیصلہ بھی ہوا کہ میرٹ کو اولیت دی جائیگی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ جہاں تک ہم بات کرتے ہیں انصاف کی، مساوات کی اور حقوق کی تو اس میں ظاہر ہے کہ ایک بچہ جو زیادہ پڑھا لکھا ہے زیادہ قابل ہے اس کی بجائے ہم کسی سفارشی کو اپنے کسی خاندان کے فرد کو لا میں تو میں سمجھتا ہوں اس بچے سے زیادتی ہو گی جس نے محنت کی ہے اچھے تعلیمی ادارے میں جی بھر کے پڑھا ہے تو یہ ایک سلسلہ ہے پورے بلوچستان میں اور ہم نے دیکھا ہے کہ جب ہم میرٹ کو نظر انداز کرتے ہیں تو اس سے بہت سے مشکلات اور مسائل ہمارے لئے پیدا ہو جاتے ہیں جس طرح آج کل

ہم نے دیکھا ہے کہ بات ہو رہی تھی سیکرٹریٹ میں تو ایک سیکرٹری صاحب فرمائے تھے کہ میرے جو سیکرٹریٹ میں سو سے زیادہ ملازمین ہیں لیکن اگر اس میں سے دو ایسے بندے ہیں اگر ان کو نکالا جائے باقی سب موجود ہوں تو ایک کام بھی نہیں نکلتا اور سارے غیر حاضر ہوں وہ دو بندے حاضر ہوں تو سارے کام ہو جاتے ہیں اس کے معنی ہے جس طرح ہم نے اداروں کو تباہ کیا ہے میرٹ کی دھیان اڑائی گئی ہیں اور میرٹ کے بغیر لوگوں کو پسند پر جو بھرتیاں کی گئی ہیں سارے ناہل لوگ جمع کئے ہیں تو اس سے یہ نقصان ہوا ہے کہ ہمارے اداروں کی جو کارکردگیاں ہیں جو ڈپارٹمنٹ کی کارکردگیاں ہیں ابھی ہمارے نئے وزراء صاحبان ہیں انہیں بھی ضرور ڈپارٹمنٹس مل جائیں گے۔ تو انشاء اللہ انہیں پتہ چل جائیگا کہ ایک لیٹر ٹائپ کرنے میں ایک فائل نکالنے میں انہیں جو سیکرٹریٹ میں جو مشکلات پیدا ہوئی تو وہی صورت حال یچھے ہیں سر! میں ابھی آپ کو ایک مثال دیتا ہوں تربت کی، وہاں حال ہی میں جو بھرتیاں ہوئی ہیں حالانکہ گیارہ سے اوپر کی نہیں ہوئی ہیں لیکن اس میں جس طرح مداخلت کی گئی ہے جس طرح یہاں سے بندے بھیج کے اور جس طرح وہاں ضلعی حکومت کو نظر انداز کیا گیا تو اس میں کیا نقصان ہوا؟ ایک لڑکا جسے میں اچھی طرح جانتا ہوں مسقط سے بیس سال نوکری کے بعد فارغ ہو کے آیا ہے اور یہاں وہ ٹیچر لگا ہے۔ بیس سال اس نے وہاں نوکری کی اور کوئی پانچ چھ سال سے میں جانتا ہوں وہ یہاں نوکری کر رہا ہے اس کے والد صاحب خود پہلے ٹیچر تھے وہ ریٹائر ہوئے وہ معلم قرآن بھرتی ہو گئے ابھی صورت حال سر! اس میں دیکھیں یہ ساری سفارش کی بدلت ہے میرے حلقة (شارک) میں ایک گھر سے لڑکیاں ایک ساتھ انہوں نے ملازمت پر رکھی ہیں اور اسی میں آپ کو ایک صحیح بات بتاؤں جب انٹرو یو ہو رہے تھے تو ہمارے تین جو معززین ہیں وہاں اے ڈی او غیرہ وہ بیٹھے ہوئے تھے معدurat کے ساتھ منظر صاحب بھی بیٹھے ہیں وہ جو انٹرو یو کر رہے تھے تو غلطی سے وہاں اے ڈی او جو تھا اس کے منہ سے ایک جملہ انگریزی کا نکلا تو بچی جو تھے تین وہ جو انٹرو یو دے رہے تھے تو انہوں نے انگلش ہی میں بات کرنی شروع کر دی تو انہوں نے کوئی اور بات نہیں کی نہ کوئی سوال کا جواب انہوں نے پھر اس کو ڈائٹ نا شروع کیا کہ آپ لوگ ہمیں مُلا تے ہو ہمارا تمام ضائع کرتے ہو اور اس کے بدالے میں آپ یہ کرتے ہو پھر اپنے سفارشی لوگوں کو لا تے ہو تو انہوں نے یہ کہا کہ نہیں نہیں آپ لوگ اتنے قابل ہیں آپ فست میرٹ آپ

ٹوپ آپ تھری پر ہے لیکن جب میرٹ لسٹ نکالی تو وہ تینوں بچیوں کے نام نہیں تھے اور سر بیان یہ ہوا کہ آپ نے دیکھا فوڈ میں جو بھرتیاں ہوئیں ایگر یلچھر میں جو بھرتیاں ہوئیں اس کی تو مثال آپ کے سامنے ہے آج بھی اگر وہ پوری لسٹ منگوائی جائے اور دیکھا جائے صحیح طور پر تو وہ کسی ایک ضلع سے ہونگے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم صحیح اداروں کو جب یہ فیصلہ کرنا نہیں دیتے ہیں تو اس میں یہ سارے مسائل ہوتے ہوں ابھی ایک peon کی پوسٹ ہے تربت میں سر! ایک کلیز انہوں نے بھرتی کیا ہے ایگر یلچھر انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ میں ابھی وہ ہیں اور الائی کی پوسٹ اس کی ہے گواڑ میں شیر جان صاحب اٹھ گئے ابھی آپ مجھے بتائیں تو وہ کس طرح وہاں جا کر نوکری کرئے گا ایک تو یہ مسئلہ پیدا ہو رہا ہے دوسرا یہ کہ وہاں کے لوگوں کی حق تلفی ہو رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں وہ جو ادارے اسٹبلشمنٹ با قاعدہ بنے ہوئے ہیں ان کو کام کرنے دیا جائے اور میرٹ کی حوصلہ افزائی کی جائے وہاں جو ادارے ہیں گریڈ ایک سے دس تک کے اختیارات اگر ہم ضلعی سطح پر کیونکہ وہ بھی ووٹ لے کر آئیے ہیں یہ نہیں ہے کہ اپنے طور پر اسی طرح بھرتیاں کریں گے اور اس سے آگے جب گیارہ سے لے کر سولہ تک کی بات آتی ہے جو ہمارے آفیشلز لوگ ہوتے ہیں جن سے ہمیں ہر وقت کام لینا ہوتا ہے اس کو میں سمجھتا ہوں اگر ہم پبلک سروس کمیشن میں دیں گے تو ایک میرٹ بن جائیں گے اور اچھے لوگ آجائیں گے قابل لوگ آجائیں گے جس سے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ حکومت کی بھی خوش نامی ہوگی ہماری بھی ہوگی اور یہ ہر جگہ جائیں ہماری بہتر نمائندگی ہوگی۔ thank you

جناب اسپیکر: او کے بلیدی صاحب، جی۔

میر محمد عاصم کرڈ گلیو (وزیر مال): سر! یہ مشترکہ قرارداد نمبر 28 جناب جان محمد بلیدی اور جناب رحمت علی بلوج کی اس کو میں اپوز کرتا ہوں اسپیکر صاحب! مسئلہ یہ ہے جو ہمارے آزادی بل ممبر صاحب نے کچھ روشنی ڈالی، پچھلے اپنے دور حکومت ہے اس کی طرف بھی اگر زنگاہ ڈالتے تو اسے بہت کچھ پتہ چلتا تھا جناب اسپیکر صاحب! آپ کو یاد ہو گا یہ ہمارے کچھ پارلمینٹرین جو پرانے بیٹھے ہوئے ہیں ان کو یاد ہو گا جو ایجوکیشن منستر تھے اس وقت کے ان کی پارٹی کے جوان ہوں نے بے قاعدگی کی تھی جو ایک ہی ضلع جسے چار سو ٹیچر بھرتی کئے تھے بغیر طریقہ کار کے انٹرو یو وغیرہ کے شاید وہ بھول گئے کہ اس ٹائم ایک ضلع سے چار سو

ٹیپر بھرتی کئے گئے سارا ابو چتناں کا کوٹہ ایک ہی ڈسٹرکٹ کو دیا گیا جناب اسپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ ابھی بالکل جو کمیٹی ہے جو انٹرویولیا جا رہا ہے جو written test لیا جا رہا ہے ان کی باقاعدہ کمیٹی ہے جو ہمارے آفیشلر زیں سیکرٹریز ہیں وہ ان کی ٹیکسٹ لے لیتے ہیں اور باقاعدگی سے جو بھی میرٹ لست پر آتا ہے اسے اپانٹ کیا جاتا ہے یہ جو کہہ رہے ہیں کہ بے قاعدگی ہو رہی ہے کیا اس کو پتہ نہیں ہے اس ٹائم جتنی بھی بے قاعدگی ہوئی ان کی سزا وہ لوگ بھگت رہے ہیں ابھی مسئلہ یہ ہے کہ اس دور میں کوئی بھی بے قاعدگی نہ ہوئی ہے اور نہ ہوگی جتنی بھی اپانٹمنٹس ہوں گی بالکل وہ میرٹ کی بنیاد پر ہوں گے اس میں اگر کسی کوشکایت ہوگی وہ آکر اپنی شکایت کریں اس کا ہم ازالہ کریں گے مہربانی اسپیکر صاحب۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جناب اسپیکر! اپانٹ آرڈر میں معزز رکن اسمبلی کے متعلق صرف اتنا کہہ سکتا ہوں جس نے جو شکایت کی ہے کہ وہاں بھرتی جس انداز میں ہوئی ہے اس میں ضلعی حکومتوں کو نظر انداز کیا گیا ہے آپ کے علم میں ہو گا کہ ڈی سی او جو ضلعی کو آرڈینینشن آفسر ہے ان کو میں نے اس کمیٹی کا چیئرمین بنارکھا ہے اب میرا ڈیپارٹمنٹ جو ایکیٹھو ہے اس کو میں نے سیکرٹری رکھا ہے میرے خیال میں اب اگر وہ یہ چارہار ہا ہے کہ ناظم براد راست خود اس کمیٹی کا چیئرمین بنے یہ ممکن نہیں اور نہ ہی ہو سکتا ہے میں ایز منسٹر کسی بھی انٹرویو میں شریک نہیں ہو سکتا ظاہر ہے جو بھی کام ڈیل کرنا ہے وہ میرے سیکرٹری نے کرنا ہے اب اگر اس متعلقہ کمیٹی کا چیئرمین ڈی سی او ہے اس پر بھی اگر ہمارے ناظم صاحب اعتماد نہیں کرتے پھر یہ تو الگ بات ہے باوجود اس کے کہ تربت کے جو ٹیکسٹ انٹرویو ہوئے ہیں اس کے بعد ایک پارٹی گئی تھی کورٹ، کورٹ نے تمام تروہ میرٹ لست جو بنی تھی ان کو طلب کیا گیا کورٹ کے فیصلے کے بعد ہم نے اس کے آرڈر ز کئے ہیں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ جس میرٹ کو کورٹ بھی declare کریں میرے خیال میں اس پر بات کرنا یا آپ کا حق نہیں بنتا۔

جناب اسپیکر: صدیقی صاحب! آپ سنیں کچوں صاحب ایک چیز کی وضاحت میں کروں آپ صرف قرارداد کے بارے میں بات کریں یہ جو پہلے یو کہہ رہے ہیں وہ تو نہیں ہے اب یہ اختیارات کے بارے میں واپس لے یا نہ لے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): قرارداد کے متعلق جہاں تک میں نے ٹیکسٹ لیا ہے میں نے کوئی دوسو

چچا سی پوسٹ جو seventeen کی ہے میں پلک سروں کمیشن کو دی ہے تین سال ہو چکے اس دوسو چچا سی پوسٹوں میں سے صرف تیس پوسٹوں کو fill کر سکے ہمارے تمام کالجزوں پر غیر شاف کے چل رہے ہیں اب اگر مزید آپ گیارہ سے سولہ انکو دے دیں گے پھر آپ خود بتائیں کہ پھر کب ہونگے میں اس کے حق میں نہیں ہوں۔

جناب اسپیکر: Ok جی چکول صاحب!

چکول علی ایڈوکیٹ: جناب اسپیکر صاحب! بات یہ ہے کہ ہم انصاف، مساوات، میرٹ، قانون کی بالادستی اور لوگوں کو ان کی صلاحیت کے مطابق انہیں موقع فراہم کرنے کی وہ کس طرح اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروکار لائیں گے ہم لوگ اس پر توبات کر لیں گے میں یہ نہیں کہوں گا کہ اس وقت ٹریئری پیپر والے قصوردار ہیں بات یہاں آتی ہے کہ ہم لوگ اس منحوس چکر سے کب نکلیں گے آیا یہ پواسٹ جو عاصم کردنے اٹھایا کہ کہ آپ لوگوں نے کیا تھا اگر ہم سے سبق سیکھیں آپ اسکونہ دوہرائیں جناب والا! یہ کہنا کہ وہ جو آپ لوگوں نے regularity کی ہے آپ لوگوں نے غیر قانونی بھرتی کی ہے لہذا ہم اس ڈگری پر جائیں گے میں کہتا ہوں کہ یہ ایک نامعقولیت ہو گی آجائے معقولیت کی طرف کہ آپ لوگوں نے خود ہی اپنے پہلے کابینہ کے اجلاس میں یہ فیصلہ کیا تھا کابینہ نے کہ ہم میرٹ پر چلیں گے پوسٹنگ ٹرانسفر ٹینور پر ہو گے میں سر! یہ کہتا ہوں کہ اگر کابینہ خود ہی اپنے فیصلے کی خلاف ورزی کریں پھر اس حکومت کی جو کابینہ بڑی ذمہ دار پارلیمانی نظام میں ایک ادارہ ہوتا ہے ابھی کل اگر یہ ایک فیصلہ کر لیں پھر تو یہی عوام یہ کہیں گے کہ انہوں نے پرسوں ایک فیصلہ کیا تھا ابھی انہوں نے اس پر عمل درآمد نہیں کیا اور میں سر! جناب کی خدمت میں یہ کہوں کہ sub continent میں اور خاص کر پاکستان میں جو ہماری سیاسی کلچر کی ناکامی ہے کہ ہم لوگ اپنے لوگوں کو غلط بیانی اس طرح کر رہے ہیں کہ وہ دن بھی دور نہیں کہ ہمارے عوام کہیں کہ آپ لوگ ہمارے پاس ہی نہ آئیں ابھی ہم لوگ اگر کابینہ میں یہ Lیتے ہیں اور آپ لوگوں نے اس کو ریکال بھی نہیں کی ہے میرٹ کو tenure جناب decision والا! آپ پھر بحث کریں ہمیں چھوڑیں اس وقت جو پارلیمانی ہمارے منظر صاحب ہیں وہ الیں اینڈ جی اے ڈی کے بھی ماشاء اللہ منظر ہیں کہ کس طرح اس stream line administration کو پر

لامیں یہ وقت ہے یہ جاتا ہے آپ دیکھیں ہمارے یہاں غوث بخش رئیسانی صاحب انہوں نے ایگر پلچر پر کام کیا ہے وہ چلا گیا لیکن اس کا نام ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ یہاں ایسے غریب لڑکے ہیں کہ انہوں نے کس طرح ایجوکیشن مکمل کی ہے۔ exams ہونگے وہ کہتا ہے میرے لئے دربند ہے جناب! میں یہی کہوں گا کہ میرٹ کو ہم لوگ لیں ٹینور کو ہم لوگ لیں اس وقت جو dealer ہم لوگوں کی اس کو administration stream پر لاٹیں اور خاص کر جو ایم ایم اے ہے ان کا منشور سے ہٹ کر انصاف مساوات جو ہمارے اسلامی احکامات میں ہے یہ کم از کم اس کا براہم رکھیں ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ وہ بھی ہم جیسے، یہ تھیک ہے کہ ہم لوگوں کی بھی یہ ذمہ داری کہ میرٹ لیں ہم لوگ بھی سیکولر لوگ ہیں ہم کہتے ہیں کہ جسم ہو لیکن جو اسلام کی spirit ہے وہ مساوات اور انصاف ہے اگر ان کی ویژن سیدھی ہوتی تو ان کی بھی ڈائریکشن کو ریکٹ ہوتی میں کہتا ہوں کہ اس وقت سب سے بڑی جو منشیاں ہیں یہ ان کے پاس ہیں اگر یہ مساوات انصاف تقویٰ ان چیزوں پر کہ ان کی جو slogan ہے کہ ریڈیسٹ کرتے دوسرے جو ہمارے (ق) کے ممبران ہیں یا مشتران ہیں وہ بھی قابل احترام ہیں لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ اس وقت جو ہاوی ہیں حکومت میں کہتا ہوں کہ وہ ایم ایم اے ہے اور ایم ایم اے نے بھی انصاف اور مساوات کی ہر وقت بات بھی کی ہے اگر یہ مساوات اور انصاف نہ کریں اور اس جیسی قراردادوں کی نہ ملت کر دیں تو ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہونگے کہ ان کی جو پریکٹس اور تھیوری ہے اس میں ڈیس ایمیٹری ہے اور اسی چیز نے ہمیں بہت نقصان پہنچایا ہے اور یہ بھی نہیں کہ ہم لوگ یہاں یہ قرارداد یہ ہماری ذمہ داری ہے جیسے کسی ایم پی اے صاحب نے کہا تھا کہ اپوزیشن کی ذمہ داری ہے جو مسائل ہیں اس میں بہترین لفظ بھی استعمال کی کہ بر ملا یہاں بول دیں ہم لوگ اپنی رسپائیلیٹی پوری کر رہے ہیں آپ لوگوں کی جو رسپائیلیٹی ہے کہ آپ لوگ اور ہم لوگ کہیں گے کہ ہم انصاف کو لوگوں کی دہنیز تک پہنچادیں گے بھئی وہ کیسے انصاف اور کیسی دہنیز؟ یہی ہے کہ آپ میرٹ کریں یہی ہے کہ آپ انصاف کریں ان چیزوں میں، گورنمنٹ کہتی ہے کہ میں کچھ کر رہا ہوں good governess ہے ہماری good governess کی فلاسفی کیا ہے good governess کے سلسلے میں جو این جی اوز کام کر رہی ہیں اور ہمارے جزل مشرف صاحب نے اسمبلیاں disallow کر دیں کہ بھائی

پاکستان میں جو حکمران تھے وہاں good governess کا نفاذان کیا تھا۔ لوگوں کا جو morale ہے وہ کیا ہے dimlise ہو چکے ہیں آیا ہم لوگ دیکھ لیں کہ ہم لوگ جتنے (ق) والے ہیں وہ progressive سوچ کے لوگ ہیں قائدِ اعظم کی جو سوچ تھی وہ ایک لائز تھے وہ constitutional expert تھے وہ قانونی حقوق کو مانتے تھے اور جہاں تک ایم ایم اے کا تعلق ہے میں repeat نہیں کروں گا وہ ہمیں جو بھی مسلمانی کا نام دیں میں کہتا ہوں اگر اسلام ہوتا اپنے sprit میں امام غزالی کا یاک قول ہے کہ اگر ایک ریاست وہاں انصاف نہ ہو چاہے وہاں اسلام نہ ہو وہاں کام نہیں ہو سکتا ہے اور یہاں جو پاکستان کے آئین کا جو preamble ہے کہ یہاں justice ہو ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ یہاں جسٹس نہیں ہو رہا ہے کیوں نہیں ہو رہا ہے کیونکہ اس کی impletion پر جو بھی آئے وہ انصاف کرنے میں ہمچکا تا ہے وہ مصالحت پسندی کا شکار ہو گا اقرباً پوری کا شکار ہو گا وہ ایک چھوٹے چھوٹے معاملوں میں آ کر جو میں کہتا ہوں کہ آئین کی isprit اسلام کی سپرٹ جو بھی اچھائیاں ہیں یا اچھی حکمرانی پر ہے میں کہتا ہوں کہ اس قرارداد کو آنا کا مسئلہ نہ سمجھیں کہ اس کو اپوزیشن نے لایا ہے ہم لوگ آپ لوگوں کی direction صحیح کرنے کے لئے یہ چیزیں لارہے ہیں۔

جناب اسپیکر: مہربانی جی جمالی صاحب!

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) : مہربانی کچکوں علی صاحب کی یہ ہماری ڈائرکشن تو ٹھیک کریں گے پہلے اپنی تھوڑی سی بھی ٹھیک کر لیں۔ اچھا گزارش کروں گا یہاں پر ایک دو باتوں کی وضاحت ہے کہ یہ آج کی قرارداد جس میں انہوں نے claim کیا ہے کہ ایک سے دس گرینڈ تک ناظمین کر رہے ہیں نہیں ایسے نہیں ہے۔ کابینہ کا فیصلہ یہ ہے کہ ایک سے نو تک ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کرتی ہے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کا انچارج ڈی سی او ہوتا ہے دوسرا نہیں نے کہا کہ گیارہ سے سولہ تک پہلک سروں کمیشن میں چلا جائے جہاں پر ایک پلٹیکل گورنمنٹ آتی ہے وہ ضرور کچھ اختیارات اپنے پاس رکھتی ہے اسی وجہ سے وہ ضرور میرٹ پر لوگوں کو بھرتی کرے گی اگر نہیں کرتی تو ہمارے بھائی شور مچاتے ہیں اور اگر ہم بھرتی کرتے ہیں میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اگر آپ کے پاس کوئی

ایسا کیس ہے جو میرٹ پر نہیں ہوا ہے تو آپ ایوان میں لے آئیں، ہم اس کا تدارک کریں گے ازالہ کریں گے اپنی غلطی مان لیں گے اس کے علاوہ میں آپ کو حقیقت آج اس اسمبلی کے سامنے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال سے پچیس آسامیاں ایس اینڈ جی اے ڈی میں تھیں جناب اسپیکر! ان کے لئے کوئی سائز ہے چار ہزار درخواستیں آئی ہیں۔ اب ان کو میرٹ پر لانا بھی مسئلہ اور آپ یقین کریں کہ سب سے زیادہ سفارشیں ان بھائیوں کی آئی ہیں میں ان کو انکار بھی نہیں کر سکتا ایک سسٹم ہے جو ہم نے کیا ہے کہ اس میں منسٹر کبھی involve نہیں ہو گا اس میں اس ڈیپارٹمنٹ کی کمیٹیز ہوتی ہیں وہی میرٹ پر جا نجتی ہیں اگر وہ غلط کچھ کرتی ہیں تو وہ خود اللہ تعالیٰ کو جواب دہ ہیں ان کا ایک پوائنٹ کافی valid ہے کہ لوگ اتنے بے روزگار ہیں کہ اب پچیس آسامیوں کیلئے سائز ہے چار ہزار درخواستیں آتی ہیں تو آپ کہاں پر میرٹ رکھیں گے پھر بھی میں نے ان کمیٹیز کو یہی suggest کی کہ بھائی جو آپ دیکھیں آدمی ہیں ٹیکنیکل آدمی ہیں جو نیک لکر ہیں اگر یہ ٹیکنیکل آدمی آپ سچ نہیں لیں گے تو آپ کا محکمہ نہیں چل سکتا۔ تو یہ میں کہتا ہوں ان کے سامنے اپنی مجبوریاں بھی رکھتے ہیں اور حقیقت سے ہم گریز نہیں کرتے ہیں اگر ہم میں کوئی غلطیاں ہیں یہ ہمارے بھائی ہیں یہ بالکل ہمیں کہیں مگر حتیٰ الوسع یہ ہماری کوشش ہوتی ہے کہ بالکل میرٹ پر ہوا اور ان وجوہات پر میں اپنے معزز ممبر سے کہوں گا مہربانی کر کے اس پر وہ زور نہ دیں۔

جناب اسپیکر: زیارتوال صاحب!

عبد الرحیم زیارتوال: یہ جو آج کی قرارداد میرٹ کے حوالے سے جناب اسپیکر! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارا صوبہ جس میں خشک سالی کی وجہ سے تقریباً زراعت آدھے سے زیادہ ختم ہو گئی ہے اور صنعت نام کی پورے صوبے میں کوئی چیز نہیں ہے صوبے کے تمام لوگوں کے روزگار کا مسئلہ یہ ہے کہ حکومت کی جانب سے کتنی ملازمتیں آتی ہیں اور اس میں لوگوں کو کتنی ملازمتیں ملتی ہیں اب حکومت کے طور پر اپنے لوگوں کو اپنی پارٹی کے لوگوں کو رشتہ داروں کو اس میں نوازوں اور ان کو ملازمتیں دوں تو اس بیان پر میرٹ کا جو اصول ہے وہ نیچ میں نکلتا جا رہا ہے تو یہاں جو قرارداد پیش ہوئی ہے اس قرارداد کے حوالے سے جیسا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ ایک سے نو تک ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور پھر دس سے پندرہ تک منسٹر۔ اور اس کے

بعد سولہ اور سترہ پیکل سروں کمیشن کے ذریعے یہ جو مسئلہ ہے جہاں پر میرٹ نہیں ہے اور جن دفتروں میں ہم جاتے ہیں جہاں پر لوگ کام نہیں جانتے ہیں کام نہیں کر سکتے ہیں اس کی بنیادی علت کو محسوس کرنا چاہیئے معلوم کرنا چاہیئے کہ پورے صوبے میں صنعت روزگاریہ نام کی کوئی چیز نہیں ہے جب نہیں ہے تو آپ کے بچ پڑھیں گے اسکوں سے پڑھیں گے کالجوں سے نکلیں گے یونیورسٹیوں سے نکلیں گے تو ان کو job چاہیئے تو وہ بھی سفارش کی بنیاد پر اور جو کمیٹیاں بنی ہیں ان کے بارے میں ان کا پتہ ہے کہ ان سے کیا کیا کام کرواتے ہیں کس طریقے سے ہوتا ہے اور برائے نام ہوتا ہے اور لوگوں پر ایک بڑی لمبی خواری گزرتی ہے ٹیسٹ انٹرو یو برائے نام ہوا کرتے ہیں ان کے ذریعے کسی کو نہیں لگاتے بلکہ پہلے سے سلیکشن لست ان کے پاس آ جاتی ہے اور اس کو سامنے رکھ کر کیا جاتا ہے پھر آپ جتنے بھی انٹرو یو لیں جتنے بھی آپ وہ کریں کہنے کا میرا مقصد یہ ہے کہ یا تو لوگوں کو نہ بلا جائے اور اگر بلا تے ہیں جیسا کہ وزیر موصوف صاحب کہتے ہیں۔ چار ہزار اگر درخواستیں آ جاتی ہیں تو اس میں میرا آپ کی پارٹی کا یادوست بیٹا جو بھی ہے تمام رشتے بچ میں سے نکل جانے چاہئیں یا ایسی کمیٹی کے حوالے کرنا چاہیئے ایک ایسا پیپر بننا چاہیئے اور اس کا جو میرٹ ہے جس کا نمبر آتا ہے پھر اس کو ملنا چاہیئے اگر نہیں ہے تو پھر یہ جو صورتحال ہے اور ہمارے وزراء صاحبان سب بیٹھے ہیں واقعاً یہ لوگ نہیں ہونگے اور ہم بھی یہاں نہ ہوں گے تو ہمیں مستقبل میں یہ مسئلہ درپیش ہوگا۔ یہ گورنمنٹ نہیں ہوگی اس کی جگہ دوسری گورنمنٹ ہوگی اس کو یہ مسئلہ درپیش ہوگا۔ جتنے بھی لوگ ناراض ہیں وہ اس بات پر کہ مجھے نوکری پر نہیں لگایا گیا ہے اس کے لئے تمام میرٹ یا ترتیب کو آپ ختم کرتے ہیں یا ختم کرنے کے لئے مجبور ہوتے ہیں تو یہ تلخ گھونٹ پینا پڑے گا اور اس کیلئے فوری طور پر میں پورے ہاؤس سے گزارش کروں گا کہ میرٹ ہو مختلف محکموں سے صحیح لوگ بلا کران کے سامنے پیپر کھیں باقاعدہ امتحان لیں۔

جناب اسپیکر: آپ کی بات قرارداد سے ہٹ کر جا رہی ہے آپ اس سسٹم کے حامی ہیں یا نہیں؟

عبدالریحیم زیارت وال: جناب اس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرٹ کو کیسے اپوز کر سکتے ہیں بنیادی بات

میرٹ کی ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال: میرٹ کو ہم کیسے لاسکتے ہیں اور پلک سروں کمیشن اب جو کہتے ہیں کہ-----
جناب اپیکر: کافی وقت ہو گیا ہے۔ اب رائے شماری کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے قرارداد منظور کیا جائے۔ جو منظوری کے حق میں ہے وہ ہاتھ اٹھائے (قرارداد نامنظور ہوئی) عبد الرحمن زیارتوال اپنی قرارداد نمبر 49 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 49

عبدالرحیم زیارتوال: یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ ملک کے دیگر صوبوں کی طرح صوبائی دارالحکومت کوئی میں بھی حج ڈائریکٹوریٹ قائم کیا جائے کیونکہ حج ڈائریکٹوریٹ نہ ہونے کی وجہ سے جاج کرام کو بہت سی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جناب اپیکر: یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ ملک کے دیگر صوبوں کی طرح صوبائی دارالحکومت کوئی میں بھی حج ڈائریکٹوریٹ قائم کیا جائے کیونکہ حج ڈائریکٹوریٹ نہ ہونے کی وجہ سے جاج کرام کو بہت سی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جناب اپیکر: آیا قرارداد منظور کیا جائے۔ (قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

اب جناب محمد نسیم تریالی صاحب اپنی قرارداد نمبر 97 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 97

محمد نسیم تریالی: یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ صوبہ میں تعلیمی پسمندگی کے خاتمے، تعلیمی معیار کی بہتری، ناقص تعلیمی و امتحانی سسٹم اور ناخواندگی کے خاتمے کے لئے ٹھوس اقدامات اٹھائے موجودہ ناقص تعلیمی و امتحانی نظام کو تبدیل کر کے ماہرین تعلیم کی معاونت سے ایک ایسا نظام تعلیم رائج کیا جائے جس سے صوبہ تعلیمی میدان میں ترقی کر سکے صوبے میں جدید تقاضوں کے مطابق یکساں نصاب تعلیم، نقل کی روایت رواج سے پاک امتحانی طریقہ کار، امتحانات کو سمسٹر سسٹم میں تبدیل کرنا، کتابوں کے بوچھ کو کم کر کے جدید تقاضوں کے مطابق بنانا تعلیمی سال کے آغاز سے پہلے تمام کتابیں اسکولوں اور مارکیٹوں میں فراہم کرنا اساتذہ طلباء کی حاضری کو لازمی قرار دینا ان تمام مسائل کے حل کے لئے اقدامات اٹھانا، اساتذہ اور طلباء اور کالجوں میں طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کو مد نظر رکھتے ہوئے مزید نئے

اسکولوں و کالجوں کی منظوری دینا پہلے سے قائم پر ائمروی مذہل ہائی اسکولوں و کالجوں کے تمام مسائل کے حل نیز مذہل لیوں سے کمپیوٹر کو لازمی مضمون کے طور پر پڑھانے کے لئے اقدامات اٹھائے جائیں۔

جناب اسپیکر: قرارداد جو پیش کی گئی یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ صوبہ میں تعلیمی پسمندگی کے خاتمے، تعلیمی معیار کی بہتری ناقص تعلیمی و امتحانی سسٹم اور ناخواندگی کے خاتمے کے لئے ٹھوں اقدامات اٹھائے موجودہ ناقص تعلیمی و امتحانی نظام کو تبدیل کر کے ماہرین تعلیم کی معاونت سے ایک ایسا نظام تعلیم رائج کیا جائے جس سے صوبہ تعلیمی میدان میں ترقی کر سکے صوبے میں جدید تقاضوں کے مطابق یکساں نصاب تعلیم، نقل کی روایت رواج سے پاک امتحانی طریقہ کار، امتحانات کو سمسٹر سسٹم میں تبدیل کرنا، کتابوں کے بوچھ کو کم کر کے جدید تقاضوں کے مطابق بنا تعلیمی سال کے آغاز سے پہلے تمام کتابیں اسکولوں اور مارکیٹوں میں فرہم کرنا اساتذہ طلباء کی حاضری کو لازمی قرار دینا ان تمام مسائل کے حل کے لئے اقدامات اٹھانا، اساتذہ اور طلباء اور کالجوں میں طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کو مد نظر رکھتے ہوئے مزید نئے اسکولوں و کالجوں کی منظوری دینا پہلے سے قائم پر ائمروی مذہل ہائی اسکولوں و کالجوں کے تمام مسائل کے حل نیز مذہل لیوں سے کمپیوٹر کو لازمی مضمون کے طور پر پڑھانے کے لئے اقدامات اٹھائے جائیں۔ نیسم صاحب اس کی admissibility پر کچھ بولیں گے۔

محمد نسیم تریالی: آپ کی اجازت سے اس قرارداد کی تو تمام اراکین اسے ممکنہ کو حمایت کرنی چاہیے کیونکہ یہ ایک ایسی قرارداد ہے جس سے سب کو اتفاق کرنا چاہیے چونکہ ہمارا تعلیمی نظام سب کو معلوم ہے کہ روز بروز گرتا جا رہا ہے۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): گرتا جا رہا ہے۔

محمد نسیم تریالی: آپ کلاس لے لیں سب کو ٹھیک کریں یہ اردو ہے ہماری مادری زبان پشتون ہے اچھا تو یہ ہوتا کہ میں پشتون میں بات کر لیتا وہ تو آپ چھوڑتے نہیں ہیں درمیان میں گھسنابری بات ہے۔ point of order پر آپ جو کہنا ہے وہ کھڑے ہو کر بولیں درمیان میں گھسنابری بات ہے۔

جناب اسپیکر: نیسم صاحب آپ اپنے پاؤٹ پر آ جائیں۔

محمد نسیم تریالی: بات یہ ہے جناب اسپیکر! کہ تعلیمی نظام کے حوالے سے بات کر رہا ہوں چونکہ ہر سال ہم

ہزاروں کی تعداد سے لکھا پڑھا جائیں پیدا کر ہے ہیں وہ تمام امتحان تو دے رہے ہیں ڈگری لے لیتے ہیں مگر اسکو ڈگری کے معنی تک معلوم نہیں تو میری یہ تمام ایوان سے request ہے کہ میرا ذاتی مسئلہ نہیں ہے اکثر آپ دیکھ لیں سرمایہ دار لوگ بیور و کریٹ اور جو بھی اسکی استطاعت رکھتا ہے وہ گرامر اسکولوں میں کالجوں میں اسلام آباد اور کراچی کے اہم تعلیمی اداروں میں داخلہ لے لیتا ہے مگر یہاں کے غریب عوام ہیں اس کو سہولت میسر نہیں کہ وہ گرامر کا نام لے آپ سرکاری اسکولوں کی حالت دیکھ لیں نہ ٹیچر ہے نہ وہاں پر سہولت ہے ہمارے علاقے میں ایسے بہت سے اسکول ہیں آج تک ٹیچر نہیں آئے ہیں تنخواہ لے رہے ہیں مگر جو متعلقہ حضرات ہیں جسکی ڈیوٹی ہے ٹیچروں کو حاضر کرنے کے لئے وہ یہ تکلیف نہیں کرتے کہ پوچھ لیں اب متعلقہ منسٹر صاحب بیٹھیں ہوئے ہیں جذبات میں بھی معلوم ہو رہے ہیں کہ وہ شاید اس کی مخالفت کر لیں مگر یہ ہے کہ آپ نے ہمارے علاقے کا کبھی دورہ کیا ہے ایک گز نہ پر اگر اسکول ہے دس سال پہلے قائم ہوا ہے وہاں پر ایک دو ٹیچر تنخواہ لے رہے ہیں مگر آج تک وہ اسکول بند پڑا ہے یہاں پر وعدے بھی کئے گئے مگر کچھ نہیں ہوا لہذا تمام ایوان سے میری یہ request ہے کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: مہربانی، جی صدیقی صاحب!

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر! جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے کہ واقعی welcome کہتے ہیں تمام ارکین اسمبلی کے ایجوکیشن اس غریب صوبے کی اگر اس کو الٹی میں آجائے تو ظاہر ہے کہ ہمارے ایک غریب صوبہ غریب قوم ترقی کریگی جہاں تک نیم صاحب کی قرارداد ہے ہم اپنی ذمہ داری کو خوبی جانتے ہیں اور ایک حد تک اس پر ہم نے کام بھی کیا ہے جو مسائل کا آپ نے ذکر کیا ہے اپنی قرارداد میں۔ ظاہر ہے کہ ہم سے پہلے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو جس نے چلایا تھا جس طریقے سے چلایا تھا وہ ہم سب کے سامنے ہے کہ کس طرح چلایا ہے جب سے یہ محکمہ صوبائی حکومت نے میرے ذمہ لگا دیا ہے۔ میں نے گز شستہ سال سے اس محکمے میں اصلاحات لانے کی جو کوشش کی ہے انشاء اللہ میں آپ کے سامنے ایک سالانہ پورٹ کسی دن لاوں گا اب مختصر امیں یہ کہوں گا کہ ہمارے موصوف کہہ رہے ہیں کہ دورے نہیں کئے۔ میں نے کل خود جا کر اکثر ہائی اسکول، کالج، ٹیکنیکل اسکولز،

پرانگری اسکولوں کا دورہ کیا۔ میں سبی، قلات کوئٹہ، ڈوب ڈویژن کا بھی دورہ کیا۔ اب صرف مکران ڈویژن باقی ہے میرا ارادہ ہے کہ انشاء اللہ عید کے بعد دورہ کرنا ہے جہاں تک نصاب کا تعلق ہے نصاب فیڈرل بورڈ تشکیل دیتا ہے وہ ہمارے کسٹوڈین اور ذمہ داری میں نہیں ہے جبکہ ہم نے بار بار اس حوالے سے کوشش کی ہے کہ آپ ہمیں اجازت دیں تاکہ ہم ایک نصاب تیار کریں اور اسکی آپ ہمیں approval دیں۔ اس پر ہمارے صوبائی وزراء کا اجلاس ہوا تو اس میں ہم نے ایک فیصلہ کیا کہ ہم پورے ملک کو آسان نصاب تعلیم دیں گے یا آپ کے علم میں ہو گا کہ یہاں ہمارے بلوجختان ایک طرف ہمارے پرائیویٹ سیکٹر اسکولوں میں اردو لینگوچ ہے اس اقدام کے لئے تاکہ یہ فرق کم ہو جائے میں نے گزشتہ سال تقریباً پہلی جماعت سے انگلش کا مضمون لازمی فراہدیا اور انگلش ون اور اس سال میں انگلش ٹوڈی ہے تاکہ ہم دوسری جماعت کو بھی انگلش کی کتاب دے دیں اور جو انگلش کی کتاب میں دی ہے بلوجختان میں لیکن ہاؤس جو کہ ایک پرائیویٹ ادارہ ہے اس سے بڑھ کر ایک اچھے انداز میں نے کتاب دی بلکہ ہم نے کتاب کی قیمت بھی کم کر دی ہے۔ وہ انگلش ٹو جو لیکن ہاؤس میں پڑھائی جاتی ہے اس کی قیمت ایک سو چالیس ایک سو چھاس تک رکھی ہے وہی کتاب میں نے مارکیٹ کو صرف پدرہ روپے میں مہیا کر دی ہے اور بلوجختان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہم نے پچیس جنوری کو کتاب میں مہیا کیں تاکہ ہمارے اکثر غریب بچوں کو مل سکیں۔ اور اسی طرح پی ایس ڈی پی میں جو ہمارے پرانگری اسکول تھے پچین مل اسکول تھے کوئی چھیس ہم نے نئے ہائی اسکول کھولے ہیں جس کا ہم نے release کر دی ہے اور مارچ میں ہم انشاء اللہ شروع کرائیں گے اسی طرح جہاں تک نقل کا رجحان ہے ایک حد تک اس پر ہم نے قابو پالیا ہے ہم نے ضلع وائز اور ڈویژن وائز کمیٹی بنارکھی ہے یہ میں نہیں کہتا ہوں اور نہ دعویٰ کرتا ہوں کہ ہم نے سو فیصد نقل پر قابو پالیا ہے لیکن یہ دنیا جانتی ہے کہ پچھلے سال ہمارے سرکاری اسکولوں کے بچے پوزیشن ہولڈر بنے ہیں آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بورڈ میں ہماری اپنی کمیٹی ہوتی ہے ہم نے خود چھا پے مارے ہیں کہ ہم نقل پر قابو پاسکیں ایک حد تک اس میں ہم کامیاب ہوئے ہیں جہاں تک اس انتہا کی حاضری کا سوال ہے اس کے لئے ہم نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے اور فیصلہ کیا ہے کہ ہفتہ وار پورٹ ہر کالج سے ہمیں ملنی چاہئے کہ فلاں مضمون کو سلپیس کے مطابق پڑھایا گیا ہے یا نہیں تاکہ ہم اس کے

خلاف ایکشن لیں اور اساتذہ کے لئے ہم نے مانیٹر گ سیل بار کھے ہیں پچھلے سال صرف ہم نے کانچ کو کو رکیا لیکن اس میں بھی ہمارے لئے مشکلات پیدا ہو رہی تھیں جس طرح میں نے پہلے عرض کیا کہ ہم نے کوئی تین سو پچاس پوٹھیں کمیشن کو دیں وہ صرف تیس پوٹھیں فل کر سکے ہیں ہمارے اکثر کا لجز بغیر اسٹاف کے چل رہے تھے اس کا فوراً حل یہ ڈھونڈا ہے کہ میں نے ایک سمری تیار کی ہے کہ ایڈبک نبیادوں پر بھرتی شروع کر دیں تاکہ ہمارا سٹاف تو پورا ہو سکے پھر ہم اس کو پابند کر لیں کہ وہ چھ مہینے میں کمیشن کو کلیسر کر دے۔ اور گزشتہ سال میں ہم کوئی دس ہائی اسکول نہیں کھوں سکے۔ میں نے کوئی دس انٹر کانچ اوپنگ کی ہے اور چھ انٹر کا لجز کوڈ گری کا درجہ دیا ہے میرے خیال میں جو کام ایجوکیشن سیکٹر میں ہو رہا ہے اور سکولوں میں ہو رہا ہے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں ہو رہا ہے کسی اور مکھے میں نہیں ہو سکتا ہے اور اس کو اس لئے لیا ہے جب تک یہ غریب صوبہ تعلیم میں ترقی نہیں کر گیا اس کی پسمندگی دور نہیں ہو گی ہم نے جو کام کئے ہیں اور جن جن کا مول کامبر موصوف نے ذکر کیا اس کو کسی حد تک ہم نے مکمل بھی کر لیا ہے میرے خیال میں اس قرارداد پر زور دینا جائز نہیں ہو گا جن باتوں کا اس نے قرارداد میں ذکر کیا ہے اس کا آدھے سے زیادہ ہم نے مکمل کر لیا ہے اور ہم نے بارہ اضلاع جن کا تعلیمی سیشن فسٹ جنوری سے شروع ہو رہا ہے وہاں تک ہم نے کتابیں پہنچا دی ہیں اور باقی جو رہ رہے ہیں جن کا تعلیمی سیشن فسٹ مارچ سے شروع ہو رہا ہے ہم اس کے لئے انشاء اللہ جنوری کے آخر تک کتابیں مہیا کر دیں گے میرے خیال میں قرارداد پر زور نہ دیا جائے۔

جناب اسپیکر: جی بلیدی صاحب!

میر جان محمد بلیدی: میں ایک دو با تیں کروں گا پتہ نہیں ہے کہ قرارداد پر ہمارے دوست زور دیں گے یا نہیں ایک دو چیزیں جو میں سمجھتا ہوں کہ تعلیمی بہتری میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے ایک تو ہمارے ہاں جو ایجوکیشن اسٹیبلشمنٹ ہے پتہ نہیں کہ اس کے پاس کتنی انفارمیشن ہے یہ ہے جب امتحان کا عین وقت ہوتا ہے تو ٹھپروں کے تبادلے شروع ہو جاتے ہیں ابھی آپ سوچیں کسی ادارے میں بچوں کو پڑھایا جاتا ہے اور اس وقت اساتذہ کے تبادلے شروع ہو جاتے ہیں جب امتحان لے رہے ہیں حب کے علاقے میں حسان سکول ہے اس کے ہیڈ ماسٹر کا نام محمد جان ہے پہلے بھی اس کا ذکر چھیڑا تھا اس اسیبلی میں اٹھا رہ

کی پوسٹ پر ہیڈ ماسٹر ہے وہ گیا امتحان لینے جب واپس آیا تو سولہ گرینڈ کا کوئی بندہ اس کی سیٹ پر بیٹھا ہوا ہے اس میں کیسے ہوا ہے یہ ساری چیزیں غلط۔ پہلا جو آرڈر جاری ہوا غلط اس میں نام غلط اس میں بھی غلطی اس میں اس کو ایس ایس ٹی سائنس لکھا گیا ہے ابھی اٹھارہ کے ایک افسر کو سولہ کی پوسٹ پر ٹرانسفر کرتے ہو ایک زیادتی کرتے ہو اور کہتے ہو آپ اس کو آ کر صحیح کریں مثال کے طور پر اب جب امتحان ہو رہے تھے ناصر آباد وہ بھی حسان کا علاقہ ہے حسان کے علاقے کے ماسٹر کو چاقنی کے علاقے میں ٹرانسفر کیا گیا ابھی یہ ساری چیزیں ایک پرائزیری اسکول کو ہائی اسکول کر کے ٹرانسفر کر دیا گیا میرے کہنے کا مقصد یہ ہے۔

جناب اسپیکر: سید احسان شاہ!

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): سمبلی کے فلور کو ہم قومی مقصد کے لئے استعمال کریں اگر اس فرم کے لئے لوگوں نے ہمیں ہزاروں ووٹ دے کر بھیجا ہے اور یہاں پر ایک ٹیچر کو اپنے پسندیدہ ٹیچر کو یا کسی افسر کو تحفظ نہیں دیتا جہاں تک جان محمد نے بات کی ہے وہ ٹیچر جو وہاں لگا ہوا ہے وہ میرا بھی استاد رہ چکا ہے تو اس سے اندازہ لگائیں کہ وہ اس وقت جو وہاں ہیڈ ماسٹر ہے کتنا سنیما آدمی ہو گا۔

جان محمد بلیدی: ہے تو سولہ گرینڈ کا سولہ میں ہے یا نہیں۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جو کہ معزز ممبر کو شکایت ہے جس کے نکالنے کی وہ میری عمر کا ہے یادو چار سال مجھ سے چھوٹا یا بڑا ہو گا اب اس سے وہ اندازہ لگائے کہ صحیح کام ہوا یا غلط کام ہوا۔

جان محمد بلیدی: جناب! اس کی یہ بات صحیح ہے لیکن وہ یہ بتائے کہ وہ بندہ سولہ میں ہے جس کا تبادلہ ہوا وہ اٹھارہ میں ہے آپ میری بات سینیں میرا کہنے کا مقصد نہیں ہے۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): یہ ٹرانسفر پوشنگ کے لئے تحریک التوا کے لئے نہیں آئے آپ جناب رولنگ دے دیں کہ کیا ہم ٹرانسفر پوشنگ کے لئے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: جان محمد صاحب قرارداد پر آ جائیں۔

جان محمد بلیدی: جناب! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ ٹرانسفر اس وقت ہوتے ہیں جب امتحان کا وقت ہو جاتا ہے جب امتحان ہو رہے ہوں تو اس کا خیال رکھنا چاہئے تو وہاں بچوں کے امتحان ہیں جن اساتذہ نے ان

کو پڑھایا ہے جن کی عزت کی ہے اس کو موقع دیں وہ اس کی سلیکشن کریں کیونکہ یہ ایجوکیشن کو بہتر کرنے میں معاون ثابت ہونگے اگر آپ ٹیچر کو زکالتے ہیں تو یہ غلط ہوگا۔

جناب اسپیکر: صدقیتی صاحب اس نے اس کا حوالہ دیا تھا آپ اس بات کو چھوڑیں اب اصل قرارداد پر آتے ہیں۔ آپ نے اچھی بات کی ہے اچھی معلومات دی ہیں وہ ہم نے نوٹ کیں زیارت وال صاحب۔ عبد الرحیم زیارت وال: جناب! آپ اس کو منظور کریں یانہ کریں آپ کی مرضی میں ایک بات ضرور کروں گا کہ پرائیویٹ جو ہمارے اسکول ہیں اور سرکاری جو ہمارے اسکول ہیں سب کا کورس ایک ہونا چاہئے۔

جناب اسپیکر: یہ آپ قرارداد میں شامل کرتے ہیں۔

عبد الرحیم زیارت وال: اسی میں لکھا ہوا ہے میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو نصاب کورس دیں گے وہ ایک ہی کورس ہو سب کے لئے ہو اس میں گورنمنٹ اسکولوں میں کتنی محنت کی جاتی ہے پرائیویٹ سائیڈ پر کتنی محنت کی جاتی ہے وہ کتنے لوگ تیار کر سکتے ہیں، ہم کتنے تیار کر سکتے ہیں کہاں ایک ایسا کورس ہو۔

جناب اسپیکر: او کے۔

عبد الواحد صدیقی (وزیر تعلیم): میں ان کی خدمت میں یہ کہہ سکوں گا۔ جہاں تک انکا سوال ہے کہ کورس ایک ہوا بھی ایک نہیں ہے اس پر بھی میں نے کام شروع کیا ہے پنجاب سے بھی سندھ سے بھی اور سرحد سے بھی پرائیویٹ اسکولوں کی جو رجسٹریشن کرتے ہیں اس کی کاپی میں نے منگوانی ہے اس کے حوالے سے بلوچستان سے جو پرائیویٹ اداروں کو گرانٹ دیتے ہیں آج تک میں نے کسی ادارے کو پیسے نہیں دیئے ہیں اسی خاطر کہ کم از کم ہمارے نصاب ایک جیسے ہوں ابھی میرے خیال میں اسمبلی نے قرارداد پاس کی ہے کہ جو سرکاری اداروں میں نصاب ہے وہ تمام نصاب پرائیویٹ ادارے پڑھائیں اس سے زیادہ مضمایں اگر پڑھانا چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں تو ایک قرارداد لانے کے حق میں ہوں کہ ہم متفقہ طور پر یہاں سے ایک قرارداد پاس کرائیں، کہ جو نصاب ہم اپنے سرکاری اداروں میں پڑھاتے ہیں یہی ہمارے پرائیویٹ ادارے پڑھائیں البتہ اجازت دیں کہ اضافی مضمایں جو وہ پڑھانا چاہیں وہ پڑھ سکیں اپنے استعداد میں۔ اگر یہ ہم مشترکہ قرارداد کی صورت میں اس غریب صوبے کے مفاد کے لئے لا میں تو صحیح ہوگا۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں آپ اس قرارداد پر زور نہیں دینگے جی۔

محمد نعیم تریالی: نقل کا نظام آپ دیکھیں۔

جناب اسپیکر: آپ نے تقریر کی آپ اس کے لئے Fresh قرارداد لے آئیں اس پر کام ہو رہا ہے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): میں نے وضاحت کر دی ہے کہ نصاب کا ہمیں اختیار نہیں ہے اور نہ ہم نصاب بن سکتے ہیں فیڈرل ڈائریکٹر سے ہم نے رجوع کیا ہے اور فیڈرل منسٹر ایجوکیشن کے ساتھ میٹنگ ہوئی ہے جہاں تک بلوچستان کی حد تک جو ہم نے محنت کی ہے اس سال ہم نے پہلی جماعت کو بھی ایک کتاب دی اور دوسری تیسری جماعت کو بھی ایک کتاب دی۔ معاشرتی علوم، سائنس اور اسلامیات ان سب کو میں نے اردو میں include کیا ہے صرف ایک اردو کی کتاب تیسری جماعت کو دی ہے اور ایک ریاضی اور ایک انگلش جو دوسری جماعت کی ہے یعنی تیسری جماعت میں صرف دو کتابیں پڑھائی جائیں گی اردو اور ریاضی دوسری جماعت میں تین کتابیں پڑھائی جائے گی اردو، انگلش اور ریاضی اسی طرح پہلی جماعت میں بھی تین کتابیں پڑھائی جائے گی اردو، ریاضی اور انگلش یہ تو ہم نے پہلی جماعت سے احکامات شروع کئے ہیں جو کہ ہم تیسری جماعت تک پہنچ چکے ہیں اس کی اجازت فیڈرل گورنمنٹ سے لے لی ہے اس سال میں نے یہ کتابیں شائع بھی کی ہیں میرے خیال میں آئندہ سال چوتھی جماعت اور پانچویں جماعت کو بھی ایک کتاب دیں گے اس میں بھی معاشرتی علوم، سائنس اور اسلامیات ان سب کو میں اردو میں include کرنا ہے صرف ایک کتاب اردو کی ہوگی اس میں دس چھپڑ اردو کے دس سائنس اور دس اسلامیات کے رکھے ہیں تاکہ ہمارے بچے کم وقت میں پڑھ سکیں۔ پہلے چھ کتابیں ہو اکتھی تھیں اب صرف تین کتابیں ہوں گی۔

جناب اسپیکر: رائے شماری کروں یا آپ زور نہیں دینگے جو قرارداد کے حق میں ہے وہ اکٹھا ہائیں۔

(قرارداد ناظور ہوئی) جناب چکول علی اپنی قرارداد نمبر 99 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 99

چکول علی ایڈوکیٹ: یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ صوبہ بلوچستان میں صوبہ کے لیویز کے زیر اثری ایریا کے لیویز فورس وہاں کے بلوج اور پیشون قبائل پر مشتمل ہے یہ قبائل جہاں ہر متعلقہ ایریا

کے رسم و رواج، مزان و دیگر لوازمات سے بخوبی واقف ہوتے ہیں۔ وہاں یہ فورس سرحدی تحفظات اور سرحدی تنازعات میں انہتائی معاون و مدد و ثابت ہوئے ہیں لیکن بد قسمتی سے اس فورس کو جدید عصری تقاضوں میں ڈالنے کے بجائے اسے ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جونہ سرف صوبائی خود مختاری کی سراسر خلاف ورزی ہے بلکہ صوبہ کے قبائل کو معاشی و معاشرتی مسائل میں بنتا کرنے کے ساتھ ساتھ چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کرنے کے مترادف بھی ہے۔ لہذا صوبہ میں بی ایریا کو ختم کرنے کا نوٹیفیکیشن فوری طور پر واپس لیا جائے اور صوبہ میں بی ایریا حسب سابق باقی رکھا جائے۔

جناب اسپیکر: قرارداد جو پیش کی گئی یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ صوبہ بلوچستان میں صوبہ کے لیویز کے زیر اثر بی ایریا کے لیویز فورس وہاں کے بلوچ اور پشتوں قبائل پر مشتمل ہے یہ قبائل جہاں ہر متعلقہ ایریا کے رسم و رواج، مزان و دیگر لوازمات سے بخوبی واقف ہوتے ہیں۔ وہاں یہ فورس سرحدی تحفظات اور سرحدی تنازعات میں انہتائی معاون و مدد و ثابت ہوئے ہیں لیکن بد قسمتی سے اس فورس کو جدید عصری تقاضوں میں ڈالنے کے بجائے اسے ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جونہ سرف صوبائی خود مختاری کی سراسر خلاف ورزی ہے بلکہ صوبہ کے قبائل کو معاشی و معاشرتی مسائل میں بنتا کرنے کے ساتھ ساتھ چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کرنے کے مترادف بھی ہے۔ لہذا صوبہ میں بی ایریا کو ختم کرنے کا نوٹیفیکیشن فوری طور پر واپس لیا جائے اور صوبہ میں بی ایریا حسب سابق باقی رکھا جائے۔

مولانا عبدالواسع (سنئر وزیر): یہ قرارداد یقیناً اہمیت کی حامل ہے۔ اور جناب اسپیکر! اس سلسلے میں جب صدر پاکستان دو دفعہ بلوچستان تشریف لے آئے تو کابینہ کی ان کے ساتھ meeting میں یہ سارے حالات ان کے سامنے رکھ دیئے اور صدر صاحب نے اس بارے میں یقین دھانی کرائی کہ ان مسئللوں کو لے کے ان پر غور کرنے کے تو اس سلسلے میں جناب چکول علی سے گزارش ہے یہ قرارداد اس وقت تک مؤخر کر دیں تاکہ ہمارے اور مرکزی گورنمنٹ کے ساتھ کوئی پیش رفت ہو سکے۔

چکول علی ایڈو وکیٹ: سینئر منظر کی یقین دھانی سے جب وہ ایک معاملہ خود ہی صوبہ کے مفادات کے خاطر اٹھا رہے ہیں میں اس سے اتفاق کروں گا مگر ایک بات کہ کتنے ٹائم میں ایک مہینے تک دو مہینے تک

تاکہ اس پر کچھ expedite کر دیں۔ (شور شور)

مولانا عبدالواسع (سنئر وزیر): کچھوں صاحب کا بہت مشکور ہوں۔

جناب اسپیکر: عبد الرحیم صاحب۔

(مدخلت شور مدخلت)

جناب اسپیکر: آپ تشریف رکھیں آپ کو موقع دیں گے جی مولانا صاحب!

مولانا عبدالواسع (سنئر وزیر): مشکور ہوں اور ہم لوگوں نے جو تعاون کیا ہے انشاء اللہ جتنی جلد ہو سکے کر لیں گے۔

جناب اسپیکر: Ok کچھوں صاحب ٹھیک ہے۔

کچھوں علی ایڈ ووکیٹ: کوئی ٹائم جناب اسپیکر!

مولانا عبدالواسع (سنئر وزیر): ہم جلدی کوشش کریں گے۔

جناب اسپیکر: محرك قرارداد پروز نہیں دیں گے۔

اب اسمبلی کی کارروائی 16 جنوری 2004 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اجلاس پانچ بجکرنیں منٹ پر مورخہ 16 جنوری 2004 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)